رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۵۲ ماہ مارچ سنہ ۲۳ء

دہلی کا ماہوار طبی رسالہ

المسیح

مرتبہ

زبدۃ الحکماء حکیم محمد کبیر الدین

مؤلف و پروفیسر طبیہ کالج دہلی

قیمت سالانہ مع محصول ۸ ر

قیمت فی پرچہ ۳ ر

پتہ: ناظم دفتر المسیح قرول باغ دہلی

محبوب المطابع دہلی میں چھپکر دفتر المسیح سے شائع ہوا

طبیہ کالج دہلی جدید کورس کی کتابیں

(مؤلفہ زبدۃ الحکما حکیم محمد کبیر الدین مؤلف پروفیسر طبیہ کالج دہلی)

(۱) افادۂ کبیر یہ کتاب طب یونانی کے تمام اصول و قواعد کو نہایت سلیس اور عام فہم زبان میں بتاتی ہے۔ اور نبض و قارورہ کو واضح اور صاف طور پر سمجھاتی ہے اور طبیہ کالج دہلی کے سال اول کے کورس میں داخل ہے۔ یہ حقیقت میں طب یونانی کی نہایت مشہور قدیم عربی کتاب موجز القانون کا ترجمہ و شرح ہے اس میں تشریحی نقشہ جات کے علاوہ عضلات کی رگوں کا نہایت صاف نقشہ ہے قیمت ہے مجلد عہ علاوہ محصول

(۲) ترجمۂ کبیر یعنی طب یونانی کی عظیم الشان عربی کتاب شرح اسباب کا سلیس اور مقبول عام ترجمہ جو طبیہ کالج دہلی کے نصاب تعلیم میں داخل ہے اس کتاب میں سر سے پاؤں تک تمام امراض کے اسباب علامات اور علاج نہایت سلیس عبارت میں درج ہیں اور ہر ایک بحث دلچسپ طبی نکتوں اور فلسفی باریکیوں سے معمور ہے جن سے اردو اور فارسی داں ابتک قطعاً محروم تھے۔ کل کتاب چار جلدوں میں منقسم ہے اور ہر ایک جلد کی قیمت دو روپے ہے۔ مجلد فی عہ (۳) تشریح کبیر زیر طبع ہے۔

(۴) منافع کبیر یہ عظیم الشان کتاب اصل کلیات طب کی جدید طرز کی کتاب ہے جسے دہلی کے مشہور طبیہ کالج نے خاص طور پر اپنے کورس کی تکمیل کے لیے تیار کرایا ہے اور اپنے نصاب تعلیم میں داخل کیا ہے اسمیں تمام اعضا کے افعال و وظائف نہایت سلیس اور دلپسند عبارت میں لکھے گئے ہیں اور دونو طبوں یعنی یونانی و ڈاکٹری کے اختلافی مسائل میں منصفانہ محاکمہ اور فیصلہ کیا گیا ہے علاوہ ازیں نبض و قارورہ کے قدیم و جدید طرز تشخیص اور طریقۂ امتحانات لکھے گئے ہیں جس سے یونانی اطبا قیمتی فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔ قیمت عہ مجلد عہ

(۵) علم الادویہ نفیسی یعنی ترجمہ متن ثانی علم الادویہ نفیسی۔ علم الادویہ کی بے نظیر مدلل کتاب ہے جو طبیہ کالج دہلی کا نصاب تعلیم ہے قیمت فی جلد عہ مجلد عہ علاوہ محصول

دیگر کتب

(۶) لغات اصطلاحات طبیہ یہ بے مثل طبی لغت ہے۔ اس میں تمام طبی الفاظ و اصطلاحات کو نہایت سلیس اور سہل عبارت میں واضح کیا گیا ہے۔ علم طب کے طلبا اور شوق مطالعہ رکھنے والے اطبا اس قسم کی لغت کے سخت ضرورت مند تھے۔ قیمت عہ مجلد عہ + علاوہ محصول

(۷) لغات الادویہ اس عظیم لغت میں یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ عربی۔ فارسی۔ ہندی۔ سنسکرت کیمیائی اصطلاحات وغیرہ کا کوئی نام اور کوئی لفظ ایسا باقی نہ رہے جو اس میں مذکور نہ ہو۔ اور جسکی ماہیت نامعلوم ہے

جلد دوم
عدد ہفتم
بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۴۱ھ مطابق ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۳ء
فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

شذرات

(۱)

شومیٔ قسمت سے ابنائے ملک کا ایک نوجوان گروہ اگر اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے نخلِ شباب کو اکھیڑتا نظر آتا ہے جس کے باعث قوم و ملک کو ایک ناقابل تلافی نقصان پہونچ رہا ہے تو دوسری طرف ایک گروہ ایسا بھی دکھائی دیتا ہے جسنے اگرچہ مستیٔ شباب کی ترغیبِ بیجا سے بچکر اپنے نخلِ شباب کو پہلے گروہ کی طرح اب تک نقصان نہیں پہونچایا۔ لیکن وہ اسکو نقصان پہونچانے اور اپنے کو عمر طبعی تک پہونچنے سے پہلے رختِ سفر تیار کرنے کے علاوہ ایک دوسری جنس لطیف کو بھی نقصان پہونچا کر ناقابل معافی جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔

پہلے گروہ کے تعارف کے لیئے میرے خیال میں صرف مذکورہ الفاظ ہی کافی ہیں۔ البتہ دوسرے گروہ کا تعارف خاص طور پر کرانا ضروری ہے۔ یہ وہ دیوانہ گروہ ہے جو کہ مسکرات و ملذذات کا والہ و شیدا ہو کر اپنے جسم و جان اپنے ملک و قوم اور نیز اس محترم جنس لطیف کو ایسا نقصان پہونچاتا ہے۔ جس کا تدارک و ازالہ محال نہیں تو دشوار ضرور ہے۔ اس گروہ کے جس فرد پر نظر دوڑائیے تاترشی نخوردن کی رٹ لگاتا نظر آئے گا۔ اور اس کی یہی خواہش ہوگی کہ چند لمحات کی لذت کے لیئے جان جیسی چیز بھی قربان ہو جائے تو مضایقہ نہیں۔

سب سے زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ اس گروہ کی شرمناک امداد و اعانت

اطباء ہی کرتے ہیں جو صحت انسانی کے بہت بڑے ذمہ دار ہیں اور انکی مثال بعینہ
اُس پاسبان کی ہے۔ جس کو ایک شیریں چاہ کی نگہداشت کے لیے متعین کیا گیا ہو
لیکن وہی اُس میں زہر ہلاہل شامل کرکے پیاسوں کو پانی پلا رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ پاسبان
کسی دوسرے زہر ملانے والے شخص کی نسبت کس قدر سنگین مجرم ہے۔ اور اس کو
عدالت خداوندی سے کس قدر عبرت انگیز سزا کا اُمید وار رہنا چاہیے ؞

(حکیم) محمد عبدالواحد ناظم

(۲)

حکومت ہمیں ایک "عطائی طبیب" اور "بے اصول معالج" سمجھتی ہے۔ حکومت
ہماری طب کو "وحشی طب" کہتی ہے۔ حکومت کے نزدیک ہماری کچھ قدر و قیمت
نہیں۔ یہ کیوں؟ کیا اس لیے کہ ہم انگریزی نہیں جانتے؟ کیا اس لیے کہ ہم تشریح
نہیں جانتے؟ کیا اس لئے کہ ہم جراحی نہیں جانتے؟ کیا اس لئے کہ ہم نے لاشیں
نہیں چیریں؟

نہیں۔ ہرگز نہیں۔ اگر یہ وجوہ ہوتے تو حکومت کے ایک اعلان سے یہ ساری
خرابیاں دور ہو جاتیں۔ اس کے لئے صرف یہ کافی تھا کہ حکومت مشتہر کر دیتی کہ آئندہ
وہی طبیب باقاعدہ معالج کہلائے گا۔ جو تشریح جانتا ہو۔ انگریزی بولتا ہو۔ عملیات
جراحی کرتا ہو؞ اس اعلان کے بعد کون شخص ہوتا جو اس کے تحصیل کے ذرائع
نہ مہیا کرتا؞

نہیں۔ بلکہ ہمارے عطائی ہونے کی اصلی وجہ یہ ہے کہ ہم یورپ کی قیمتی ادویہ
کی تجارت نہیں کرتے۔ اور ہم یورپ کے گرانفروش دواسازوں کی مدد نہیں کرتے
ہم ارزاں دیسی دواؤں سے غریب ملک کی خدمت کر رہے ہیں۔ بس یہی وجہ ہے

کہ ہماری طب وحشی ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ حکومت کی نگاہ آز میں ہمارا وجود کھٹک رہا ہے۔ اور آہستہ آہستہ ہمیں مٹایا جارہا ہے +

سنا گیا ہے کہ اب مدراس۔ بمبئی اور سندھ کے بعض علاقوں میں کمزور اور غریب طبیبوں کو سرکاری اطلاع دی گئی ہے کہ "تم اگر افیون۔ یا اس کے مرکبات استعمال کروگے۔ تو قانونی مجرم سمجھے جاؤگے۔ اور تمہیں ماخوذ کیا جائے گا"+

ابھی وہاں کے بڑے بڑے حکماء کے پاس یہ حکم نہیں پہونچا ہے۔ لیکن کل انھیں بھی اس کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ آج جس کُند چھری سے غریب طبیبوں کو ذبح کیا جارہا ہے۔ کل وہی چھری اُنکی گردنوں کے سامنے بھی آئے گی۔ یہ سب ملک وفن کے تباہ کرنے کی خاموش ومکارانہ سعی ہے۔ جس سے ہمارے اطباء کو سبق لینا چاہئے۔ اور جس ملک میں اس قسم کی مہلک تحریک ہو۔ وہاں متفقہ طور پر سختی کے ساتھ اختلاف کرکے صدائے احتجاج بلند کرنی چاہئے۔ ورنہ آپ یاد رکھیں کہ آپکی بداندیش حکومت آپکو تباہ کرچکی ہے۔ اور جو کچھ آپکے نحیف ولاغر جسم میں روح باقی ہے۔ اُسے بے دردی سے خارج کررہی ہے + آپکی طب آپکے بزرگوں کی یادگار ہے۔ جسے زندہ رکھنا۔ اور بے عزتی سے بچانا تمام افراد کا متفقہ فرض ہے۔ آپ ذرا دوربین نگاہوں سے دیکھیں۔ اور حکومت کی زہر آلود مگر بظاہر خفیف تدبیروں پر غور کریں۔ کہ اس زہر آلود تیر کا آخری نشانہ کیا ہے؟ آپ اچھی طرح یاد رکھیں کہ یورپ کا دارومدار محض تجارت پر ہے۔ اسکو محض اپنی تجارت ومنفعت کی ضرورت ہے۔ خواہ کوئی ملک اس سے تباہ ہو۔ خواہ کوئی فن برباد ہو + یورپ کی بہت سی قومیں اپنی تجارت کے فروغ کے لئے مکاری سے ملکوں کو برباد کرچکی ہیں۔ اور کتنے غریب نفوس کا گلا گھونٹ چکی ہیں +

کیا تمہیں یاد نہیں کہ ڈھاکہ کی ململ کس طرح دُنیا سے ناپید ہوئی۔ اور کس بیدردی

سے غریب جلاہوں کے ناخن اور ہاتھ کاٹے گئے ہیں۔ اور تھوڑے تھوڑے وظائف دیکر ان کو۔ اور انکی پچھلی نسلوں کو کس طرح غریب و محتاج بنایا ہے۔ کیا نہیں سوچتے کہ کل تمہاری اپنی۔ اور تمہاری طب کی کیا حالت تھی۔ اور آج کیا ہو گئی۔ خواب غفلت سے بیدار ہو۔ اور اپنی مدد آپ کرنی سیکھو۔ اگر حکومت تمہیں جاہل رکھنے میں یورپ کا فائدہ دیکھتی ہے تو تم خود اپنی ذاتی قوت سے قابلیت بڑھاؤ۔

علم تشخیص پر زور دو۔ صرف خیالی مجربات کے پیچھے نہ رہو۔ کہ یہ تشخیص کے بغیر خاک ہیں۔ تشخیص کے لیئے تشریح کا جاننا بھی ازبس ضروری ہے۔ تشریح کے بغیر اعضاء کے افعال سمجھنے سمجھانے میں سخت دشواریاں لاحق ہوتی ہیں۔ اگر ہماری علمی حالتیں درست ہوں۔ تو پھر بھی ہم ایک سعی غیر مشکور کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ ورنہ ہمارے ممات کی تمام تدبیریں مکمل ہو چکی ہیں۔ اور اب ہمارا رہا سہا وجود بالکل ناپائدار ہے۔ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ÷

(۳)

لاہور کے دو طبی رسائل الحکیم و حامی الصحت کے درمیان عرصہ سے مخاصمت و مخالفت کے قصے اس بُرے طریقے سے جاری ہیں کہ

شرم آجاتی ہے اس قصے کو دُہراتے ہوئے

اب یہ مکالمہ شرمناکی کی آخری منزل میں پہونچ چکا ہے۔ اور سب و شتم کے ناپاک حربے دونوں طرف سے بیدریغ چلائے جا رہے ہیں۔ اس امر کے اظہار کی کوئی ضرورت ہی نہیں کہ ایسے امور کے جواز کا فتویٰ کسی علمی رسالہ کے لیئے کس دار المغلظات سے مل سکتا ہے ÷

مگر یہاں یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ خوش قسمتی سے سب سے پہلے سب و شتم کے

تحائف ادبستان حامی الصحت سے تنقید کے جرم میں غریب المسیح کے سامنے پیش کیے گئے تھے۔ اور اس ناپاک دنگل میں المسیح کو دعوتِ مقابلہ دی گئی تھی۔ مگر چونکہ المسیح اس میدان کا شیر نہ تھا۔ اُس نے نہایت صبر اطمینان سے ناپاک گالیاں سنیں اور اس بھڑکانے اور آگ لگانے والی تدبیر کو بردِ سکون سے ٹھنڈا کیا۔ مگر کیا ضروری ہے کہ ہر شخص کے مزاج میں ایک ہی درجہ کی برودت اور ایک ہی قسم کا صبر و تحمل ہو۔ اول تو الحکیم عرصہ تک خاموشی سے اس بلائے بے ہنگامی کو ٹالتا رہا۔ لیکن جب صبر وسکون کی ادنیٰ ترین گنجائش نہ رہی تو

ہم بھی مُنہ میں زبان رکھتے ہیں

کہہ کر میدانِ مقابلہ میں اُترا۔ اور ترکی بہ ترکی مغلظات کے جوابات مغلظات میں اس دریا دلی سے دیئے کہ اگر وہ چھ طویل و عریض صفحات کی باریک کتابت المسیح کے صفحات میں (خدانخواستہ) لکھے جائیں تو کم از کم بیس صفحات کو ناپاک کریں۔ نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ ذٰلِکَ ۔

خدا ہم لوگوں کے حال پر رحم کرے۔ اور اس غریب و بیمار فن کی خدمت کی خاص توفیق عنایت فرمائے۔ آمین ۔

طبی کانفرنس کا بارھواں جلسہ۔ ۱۶-۱۷-۱۸ مارچ ۱۹۲۳ء بروز جمعہ شنبہ۔ یکشنبہ دہلی میں منعقد ہوگا۔ جسکا ہم دل سے خیر مقدم کرتے ہیں۔ مفصل دعوت نامہ جو دفتر میں موصول ہوا ہے۔ وہ اسی پرچے کے اواخر میں درج ہے ۔

طبیہ کالج دہلی کا جلسہ تقسیم اسناد ۲۴-۲۵ فروری ۱۹۲۳ء کو ہونیوالا ہے۔ لیکن جس وقت تک آپ حضرات کی خدمتمیں المسیح پہونچیگا۔ یہ جلسہ ختم ہو چکا۔ چونکہ اسکی تاریخیں پہلے سے متعین نہ تھیں۔ اسلئے ہم فروری کے المسیح میں تعین تاریخ سے اطلاع نہ دے سکے۔ بہرحال اس شاندار جلسے کے مفصل حالات ہم انشاء اللہ اگلے پرچے میں لکھ سکیں گے ۔

مقالات

بحث عناصر

علم جدید کی رو سے

اِس جدید بحث کے محرک جناب حکیم شبیر احمد صاحب انصاری ہیں جن کا میں دل سے ممنون ہوں کہ اُنہوں نے اپنے مراسلات کے ذریعہ مجھے اِس طرف مائل کیا کہ جدید مسائل اور نئے مسلمات کے دلائل و براہین بھی المسیح میں سلسلہ وار شایع کئے جائیں۔ جن کی وجہ سے متاخرین اور پچھلے محققین تنقیح مسائل اور تجدید مسلمات کے لیے مجبور ہوئے۔ اور بالآخر اگلی شاہراہ ہدایت کو چھوڑ کر دوسری سڑک کی بنا ڈالی +

المسیح نے اولین دور میں یہ عہد کیا تھا کہ وہ جدید مسائل اور نئے اکتشافات کو معرضِ بیان میں لائے گا۔ اور جدید نظریات کو بلا تعصب و کوتہ نظری اہلِ علم حضرات کے سامنے پیش کرے گا۔ چنانچہ اب تک وہ اسی وعدہ پر قایم ہے۔ اور ہر پرچہ میں کم و بیش ایک معتد بہ حصہ جدید علوم و اکتشافات کا ہوتا ہے۔ مگر وہ اسلوبِ بیان دوسرا ہے۔ اور حکیم صاحب موصوف دوسرے طریقے پر اِس بحث کو چھیڑنا چاہتے ہیں۔ حکیم صاحب کا مقصد جہاں تک میں نے سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ ان مسائل کو ایسے طور پر پیش کیا جائے کہ مخاطب کو اس کے تسلیم و انکار کا کوئی پہلو ضرور اختیار کرنا پڑے۔ یعنی ان جدید مسائل کو بحیثیت مسلمات کے نہ پیش کیا جائے۔ بلکہ اسکی شکل مناظرہ کے مانند رکھی جائے۔ کہ مخالف انھیں سنکر کسی ایک خیال پر قایم ہو جائے +

میں اس رائے کو صائب سمجھتا ہوں۔ اور اس مفید مشورہ پر عمل کرتے ہوئے عناصر کی بحث کو سب سے پہلے پیش کرتا ہوں +

تعریف عناصر یا ارکان۔ ارکان کی تعریف میں قدیم و جدید خیالات بالکل متفق ہیں۔ وہ لوگ قطعی بھٹکے ہوئے ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ "عناصر کی تعریف میں دونوں طبوں کا اختلاف ہے" اور اس اختلاف کی وجہ سے آخر میں وہ نزاع لفظی کا سادہ فقرہ بولکر کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ حقیقت واقعیہ یہ ہے کہ عناصر کے مسئلہ میں دونوں طبوں میں اس قدر شدید اختلاف ہے کہ اسے نزاع لفظی سے ہرگز تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ عناصر کی جو تعریف ہمارے قدما نے کی ہے اُسکا مآل اور مقصود وہی ہے جو آجکل بتایا جاتا ہے۔ یعنی عنصر وہ جسم بسیط ہے جو دوسرے اجسام کی ترکیب میں شامل ہوا کرتا ہے۔ اور جس کے اندر مختلف نوعیت کے اجزاء نہیں ہو سکتے +

بس یہی مفہوم ہے جو مختلف طور پر مخصوص السنہ سے ادا کیا جاتا ہے +

ارکان کے چار ہونے کی دلیل:۔ ہمارے علمائے طبعیات نے ارکان کے چار ہونے کے متعلق جو دلیل پیش کی ہے وہ یہی ہے کہ جب ہم قرع انبیق کے ذریعہ گوشت۔ ساگ پات یا دیگر اجسام کی تحلیل کرتے ہیں۔ اور اس کے اصلی اجزاء نکالتے ہیں تو چار چیزیں برآمد ہوتی ہیں۔ پانی کے اجزاء تو باہر آجاتے ہیں۔ مٹی کے اجزاء دیگ کے پیندے میں مترسب ہو کر تہ نشین ہو جاتے ہیں۔ ہوا اور آگ بخارات کی شکل میں غائب ہو جاتے ہیں +

دوسری عقلی دلیل جو ان کے چار ہونے کے متعلق پیش کی جاتی ہے وہ اصولی طور پر محض طلباء کی تفہیم کے لیے مفید ہو سکتی ہے۔ ورنہ ایک مخالف کے سامنے کسی طرح پیش نہیں کی جا سکتی۔ اور نہ وہ عقلی دلیل کہلا سکتی ہے۔ مثلاً یہ کہ کسی جسم

حیوانی یا نباتی سے جو چیزیں برآمد ہوتی ہیں اگر وہ الطف ہیں تو وہ نار ہے۔ اور اگر وہ اکثف ہے۔ تو وہ مٹی ہے۔ اور جو لطیف ہے وہ ہوا ہے۔ اور جو کثیف ہے وہ پانی ہے +

یہ اُس دلیل کا خلاصہ ہے جو عقلی طور پر پیش کی جاتی ہے۔ اور جسکی عبارتیں مختلف ہیں۔ مگر ایک مخالف کب تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ ہر جسم سے چار ہی چیزیں نکلتی ہیں۔ اور وہ الطف۔ یا اکثف یا کثیف و لطیف ہی ہونگی۔ اور اگر ایسا ہو تو کیا ضروری ہے کہ الطف نار ہی ہو۔ اور اکثف خاک۔ جب تک کہ انھیں کیمیاوی طور پر امتحان کرکے نہ جانچا جائے۔ اور اُس کے کیمیاوی خواص نہ معلوم کیے جائیں اُس وقت تک کوئی صحیح فیصلہ نہیں کیا جاسکتا +

اس تطویل و تفصیل سے مقصد یہ ہے کہ ارکان و عناصر کے وجود کی حقیقی دلیل تجربہ و امتحان ہے۔ جس پر دونوں گروہوں کا دار و مدار ہے۔ اسی وجہ سے قدماء نے انکے چار ہونے کے متعلق جو استدلال پیش کیا ہے وہ بھی تجربہ ہی سے متعلق ہے۔ خواہ اُس تجربہ میں کوئی کمی رہ گئی ہو +

متاخرین نے ارکان چہارگانہ سے کیوں انکار کیا؟ اور کیوں کر ان کے نزدیک عناصر بے شمار ثابت ہوئے؟ اصل یہ ہے کہ جب علم کی ترقی ہوئی اور جدید علم کیمیا نے عروج حاصل کیا۔ تو نئے نئے تجربات سے نئے نئے اکتشافات ہوتے گئے۔ اور جن اجسام کو ہم اپنی سادگی اور بے مائگی سے بسیط سمجھتے تھے وہ ایک ایک کرکے مرکب ثابت ہونے لگے۔ اور اس طرح ارکان کی چہار دیواری کی بنیاد کمزور ہونے لگی۔ پانی کو ہم نے ایک عنصر سمجھا تھا۔ لیکن جدید تجربات سے معلوم ہوا کہ یہ بسیط نہیں ہے۔ بلکہ دو بسیط اجسام سے مرکب ہے۔ اور ان دونوں اصلی بسائط کے خواص طبعی و کیمیاوی الگ الگ ہیں۔ جدید کیمیا کے اصول سے

پانی کے دونوں اجزاء الگ بھی کر دیئے جاتے ہیں۔ اور دونوں اجزاء کو خاص طور پر ملا کر پانی بھی بنا دیا جاتا ہے۔ اس تجربہ کے بعد اب کوئی گنجائش نہ رہی کہ پانی کو بسیط کہا جائے۔ اور ارکان چار ہیں *

مٹی اسی طرح قرع انبیق کے دیگ میں جو رسوب جم جاتا ہے۔ وہ اگرچہ بظاہر خاک معلوم ہوتا ہے لیکن جب کیمیاوی طور پر اسے تحلیل کیا جاتا۔ اور اس کے مختلف الخواص اجزاء کو الگ کیا جاتا ہے تو ایک کی بجائے متعدد چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔ اس طرح انسانی بدن کے اجزاء ارضیہ چند مختلف بسائط کا مجموعہ ثابت ہوتے ہیں بہر حال ارکان چہارگانہ کے انکار کرنے کی وجہ وہی تجربہ ہے۔ اور تجربہ ایک زبردست مشاہدہ ہے۔ جس سے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔ اگر ہمارے شیخ بو علی سینا بھی ان تجربات کو دیکھیں تو وہ بھی اپنے خیال کو خوشی سے واپس لیں۔ بشرطیکہ اصولی طور پر تجربہ میں کوئی غلطی نہ نکال سکیں *

عناصر کی ایک بڑی فہرست ہم گذشتہ پرچے میں شائع کر چکے ہیں۔ اور آیندہ انشاء اللہ ان کے پورے خواص درج کیے جائینگے۔ اس کے بعد ہم یہ بتائیں گے کہ ان میں سے کتنے عناصر بدنِ انسان میں پائے جاتے ہیں۔ اور کتنی مقدار سے کون سے عناصر حصہ دار ہیں۔ اسکا تفصیل سے سمجھنا علم کیمیا کی معلومات پر موقوف ہے۔ لیکن اس مقام پر ہم اجمالاً اسقدر بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ جن اجسام کو طب جدید نے بسائط یا عناصر تسلیم کیا ہے۔ اس کی تردید اُسی وقت ممکن ہے جبکہ ہم ماہر کیمیا ہونے کے بعد ان اجسام کو مرکبات ثابت کر سکیں۔ ورنہ ہر شخص اپنے مُنہ میں زبان رکھتا ہی اور اپنی عنان پہ ہر شخص کا ذاتی قبضہ ہے *

مثال کے طور پر ہم دھاتوں (سونا۔ چاندی۔ پارہ۔ گندھک) کو پیش کرتے ہیں۔ ہم ان کو مرکبات میں شمار کرتے ہیں۔ اور طب جدید انھیں مفرد (بسیط) تسلیم کرتی ہے

ہماری تردید کے لیے تو وہ صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ تجربہ سے چونکہ ان میں مختلف اجسام نہیں پائے گئے۔ اس لئے ہم عنصر سمجھنے پر مجبور ہیں۔ لیکن ہم اگر ان کی تردید کرنی چاہیں تو ہمارے لیے صرف یہ کہہ دینا ہی کافی نہ ہوگا کہ ہمارے بزرگوں نے سونے کو گندھک اور پارے کا مرکب بتایا ہے۔ بلکہ عملی طور پر اس کے تجزیہ کی ضرورت پیش ہوگی۔ اور جب تک ہم سونے کی دھات سے گندھک اور پارہ الگ الگ نہ کر دکھائیں۔ اس وقت تک ہماری بات کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ اس موقع پر قدیم کیمیادان اگر سونا بنا کر پیش کریں تو یہ ایک دلیل ہو سکتی ہے۔ مگر مجھے یہ شبہ ہے کہ شائد وہ مصنوعی سونا اصلی معیار پر صحیح نہ اتر سکے۔

ایک جدید منافع الاعضاء میں بدن انسان کی ترکیب کیمیاوی (ترکیب عنصری) کے متعلق اس طرح لکھا ہوا ہے کہ بدن انسان کی تحلیل کیمیاوی سے جو جو عناصر حاصل ہوتے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ آکسی جن (حمضین) ہائیڈروجن (مائین) نائٹروجن (شورین) کاربن (فحمین) کبریت (گندھک) فاسفورس (نورین) سلیکون (رملیہ) کلورین (خضرین) فلورین (ذوبانین) پوٹاسیم (شخاریہ) سوڈیم (ریہیہ) کیلسیم (کلسیہ) مگنیشیم (مغنیسیہ) حدید (لوہا)"۔

"لیکن عارضی طور پر البومی نی ام (شبیہ) نحاس (تانبہ) رصاص (سیسہ) اور منگنیز (منغنیسیہ) بھی پائے جاتے ہیں"۔

اس فہرست میں نہ پانی کا نام ہے۔ نہ مٹی کا۔ نہ ہوا کا۔ اور نہ آگ کا کیونکہ جدید طبیعات نے ان تمام اجسام کو عناصر کی فہرست سے خارج کر دیا ہے۔ جن میں سے بعض تو مرکبات سے ہیں۔ اور بعض محض عناصر کی اشتعالی کیفیت کا نام ہے۔ چنانچہ ہوا۔ پانی۔ اور مٹی قسم اول سے ہیں۔ اور آگ قسم دوم سے۔ جدید کیمیا میں آگ کوئی خاص عنصر نہیں ہے۔ بلکہ مختلف عناصر جب باہم ملتے ہیں۔ تو ان سے اشتعال

پیدا ہوتا ہے۔ اسی مشتعل جسم کا نام آگ ہے۔ ان کے نزدیک نہ کوئی خاص کرہ نار ہے اور نہ نار کوئی بسیط عنصر ہے +

اب اگر ہمارا دل ان جدید عناصر کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ تو ہمیں چاہیے کہ جدید کیمیا کے اصول سے آگاہی حاصل کر لینے کے بعد کاربن (فحمین) ہائیڈروجن (مائین) آکسی جن (حمضین) وغیرہ کو مرکب ثابت کریں۔ اور پانی۔ مٹی۔ ہوا وغیرہ کو بسائط +

اس بحث کو ختم کرتے ہوئے ہم اُن حضرات سے معافی چاہتے ہیں۔ جنکو ان مسائل جدیدہ کے سننے سے روحانی اذیت پہونچی ہوگی۔ لیکن ہم ان سے اس قدر اور عرض کرینگے کہ ان سب گناہوں کے ذمہ دار جناب حکیم شبیر احمد صاحب انصاری ہیں۔ جنھوں نے مجھے ان مسائل کے چھیڑنے اور طب جدید کے دلائل کے بیان کرنے پر مجبور کیا ورنہ میں اس سے پہلے جدید مسائل کو دوسرے طور پر المسیح میں برابر ذکر کر رہا تھا۔ اور وہ ایسا پیرایہ تھا کہ کسی نازک طبیعت پر بھی گراں نہ گذرے + لیکن اس وقت بھی ہمنے محض دونوں طرف کے اقوال اپنے الفاظ میں بیان کر دیے ہیں کہ ہمارے اطباء کے سمجھنے میں سہولت ہو۔ اور آیندہ وہ بحث عناصر کے متعلق اپنے شکوک حل کر سکیں۔ میں مزید تفہیم کے لیے اپنے کو تیار کر رہا ہوں۔ اور جب تک اُنکی تسلی نہ ہو۔ وہ ہرگز خاموشی اختیار نہ کریں +

خاموشی سے اس قسم کی علمی گتھیوں کا سلجھنا ممکن نہیں۔ شکوک و سوالات ہی حقیقت میں تحقیق و انکشافات کی کنجیاں ہیں۔ اب وہ وقت نہیں رہا ہے کہ اپنے بزرگوں کی عظمت کا قدیم آموختہ گھر ہی میں پڑھکر اُنکے مسائل کی آنکھ بند کرکے تقلید کر لی جائے۔ ایسی عظمت سے دراصل ہمارے بزرگونکے بہت سی مساعی بھی چھپ جائینگی۔ اور انکی سعی تحقیق اور جد و جہد کا پتہ بھی نہ چلیگا۔ باد مخالف انزنوں اسقدر طوفانی ہے کہ ہمارا اسکو دراصل ہمارے دو نسخہ موت سلم ہے +

حمل توأم

جوڑواں بچّے کیونکر ہوتا ہے

(از لمحات و منافع الاعضاء)

عام طور پر حمل میں ایک ہی بچہ ہوا کرتا ہے۔ لیکن گاہے ایک سے زیادہ بچے بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ اگر حمل میں دو بچے ہوں تو اسے عربی میں حمل توأم کہا جاتا ہے (توأم۔ ہمزاد) اسکا وقوع تقریباً ایک فی ۹۰ ہے۔ یعنی تخمیناً نوے حمل میں ایک حمل توأم ہوا کرتا ہے۔ اسی تناسب سے اس کے کثرت وقوع کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ دنیا کے تمام ممالک میں اسکا اندازہ لگایا گیا ہے۔ تو سب سے زیادہ ایرلانڈہ (آئرلینڈ) اور روسیا (روس) میں اسکا وقوع ثابت ہوا ہے۔ رہا یہ امر کہ اس کے اسباب کیا ہوتے ہیں؟ اسکا جواب علماء نے یقینی صورت میں کچھ نہیں دیا ہے۔ ہاں اس قدر ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عام طور پر موروثی ہوتا ہے جو عام طور پر ماں کی طرف سے ورثہ کے طور پر پہونچتا ہے۔ اور گاہے باپ کی طرف سے بھی۔ ایک محقق کا مشاہدہ ہے کہ ایک عورت نے دو مرتبہ جوڑواں بچے جنے۔ اور دونوں مرتبہ بچے ہی ہوئے۔ بچی ایک بھی نہ ہوئی۔ پھر جب ان چاروں بچوں کی شادی ہوئی۔ تو ان کی ماں کی طرح ہر ایک کی بیوی کے جوڑواں ہی اولاد ہوئی۔ حمل توأم کی حقیقی وجہ تک جہاں تک قوتِ فکر کی رسائی ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ عورتوں کے خصیہ میں جو رطوبت پیدا ہوتی ہے۔ اور جس کے اندر بَیضۃُ النسا ہوتا ہے۔ اور بیضۃ النساء کے ساتھ مردوں کی منی کے حُوَینات (دُمدار) ملکر انسانی جنین کی پیدائش ہوتی ہے۔ بس ایک وقت میں عورت کے مادہ تولید کے دو بیضے مرد کی منی کے حُوَینات

کے ساتھ ملکر دو نطفے بناتے ہیں۔ خواہ دونوں نطفے ایک ہی جماع کے ہوں۔ یا دو جماعوں کے۔ اور گاہے ایسا بھی ہوتا ہے کہ عورت کے ایک ہی بیضہ میں دو بذر (تخم) ہوتے ہیں۔ اور دونوں بذر کے ساتھ مرد کی منی کے دو حوینات ملتے ہیں۔ اور اس طرح ایک انڈے سے دو بچے ہو جاتے ہیں +

جب ایک حمل میں دو بچے ہوتے ہیں۔ تو گاہے دونوں بچے ایک ہی غلاف کے اندر ہوتے ہیں۔ اور گاہے دونوں بچے الگ غلاف (مشیمہ) میں رہتے ہیں۔ اور سب پردے علحدہ ہوتے ہیں۔ حمل توأم میں پیٹ زیادہ بڑا ہو جاتا ہے۔ پاؤں اور پیڑو زیادہ پھولا ہوا۔ رحم زیادہ تنا ہوا ہوتا ہے۔ ٹٹولنے سے دونوں بچوں کے سر دو مقام پر سخت معلوم ہوتے ہیں۔ حمل توأم میں ولادت علی العموم غیر طبعی ہوتی ہے۔ اور بچے آگے پیچھے نکلتے ہیں۔ نیز مہینے بھی پورے نہیں ہونے پاتے +

چونکہ اس موقعہ پر حمل توأم کا ذکر آگیا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کیفیت وقوع حمل۔ بیضتہ النساء اور مرد کی منی کا مختصر سا تذکرہ بھی کیا جائے +

جنین[۱] کی پیدائش

عورتوں کے اعضائے تولید میں اول دو خصیے ہیں۔ جنکو خصیۃ الرحم کہتے ہیں (ان کو خصیۃ النساء بھی کہا جاتا ہے) ان کا کام عورتوں کا مخصوص مادۂ تولید پیدا کرنا ہے (جس کے اندر بیضہ یا انڈا ہوتا ہے) دوئم ایک نالی ہے جو مجاری قاذف کہلاتی ہے۔ جس کے ذریعہ سے مادۂ تولید (یا نطفہ) خصیۃ الرحم سے منتقل ہوکر جوف رحم میں آتا ہے۔ سوئم رحم ہے۔ جس کے جوف میں مادۂ تولید یا نطفہ آکر جنین کی شکل اختیار کرتا ہے۔ اور یہ جوف رحم میں اُس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ اُس کی زندگی ایسی مستقل نہ ہو جائے کہ ماں کے اندرونی اتصال سے جدا کرنے پر وہ زندہ اور قایم

---

[۱] منافع الاعضاء ملخصاً مع ادنیٰ تغیر

رہ سکے۔ چہارم وہ نالی ہے جو بحالتِ جماع مردوں کے عضو کو قبول کرتی ہے
اور اس کے بعد (ولادت کے وقت) جنین اس راستے سے خارج ہوتا ہے
اس نالی کا نام مہبل ہے۔ جسکو بعض لوگوں نے عنق الرحم کے نام سے
ذکر کیا ہے +

عورتوں کے مادہ منویہ کا خارج ہونا

مردوں کے خصیے کی طرح عورتوں کے خصیے نالیدار نہیں ہوتے ہیں۔ اور اسطرح
انکا مادۂ تولید خصیہ کی نالیوں میں نہیں پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ عورتوں کا مادہ تولید خصیوں
کی بیرونی سطح میں حباب ببلبے۔ آبلے یا دانے کی طرح پیدا ہوتا ہے۔ پھر یہ آبلہ یا ببلہ
خاص اوقات میں ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اس کے اندر جو رطوبت منویہ ہوتی ہے۔ وہ
مجری قاذف کے ذریعہ جوف رحم کی طرف روانہ ہوتی ہے۔ یہ حباب یا ببلے خصیۃ الرحم
کی بیرونی سطح میں تقریباً پندرہ بیس ہوتے ہیں۔ اور یہ مختلف اوقات میں پورے طور
پر نضج پاکر (پختہ ہوکر) ٹوٹا کرتے ہیں۔ اس رطوبت منویہ کے اندر ایک دانہ ہوتا ہے
جسکو بعض لوگ اصطلاحی طور پر تخم یا بیضہ کہتے ہیں۔ کیونکہ استقرار نطفہ اسی کے
ساتھ ہوتا ہے +

بیان کیا جاتا ہے کہ عورتوں اور بعض دودھ پلانے والے جانوروں میں یہ مادۂ
تولید محض معینہ اوقات ہی میں پختہ ہوکر خارج ہوا کرتا ہے۔ اور اسی عرصہ میں نطفہ
قرار پاسکتا ہے۔ لیکن مرغی جیسے انڈہ دینے والے حیوانات میں ان کے انڈوں کے
لیے کوئی خاص مدت معین نہیں ہے۔ بلکہ ان کے انڈے مختلف طور پر پیدا ہوا کرتے
اور خارج ہوا کرتے ہیں۔ علی ہذا مرغیوں میں گو یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ مرغ کی
نزدیکی اور مصاحبت کے بغیر بھی انڈے دیا کرتی ہیں۔ جنکو خاکی انڈے کہتے ہیں
یعنی ان انڈوں سے بچے نہیں پیدا ہوسکتے۔ اسی طرح دودھ پلانے والے حیوانات اور

انسان کے متعلق بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان کا مادۂ تولید جماع کے بغیر خصیۃ الرحم سے پختہ ہو کر معینہ اوقات میں خارج ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ انسان میں وہ معینہ مدت ایام حیض ہیں۔ اور جانوروں میں وہ معینہ مدت وہ خاص وقت ہے۔ جسکا اظہار بعض جانوروں میں چھ ماہوں پر بھی ہو جاتا ہے۔ ان ایام کو مستی کے ایام کہتے ہیں۔ اس عرصہ میں اگر نر و مادہ کا اجتماع ہو جاتا ہے۔ تو حمل قرار پاتا ہے۔ ورنہ وہ مادۂ تولید (بیضہ) ضائع اور بیکار ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ استقرار حمل کے جتنے نسخے بتائے جاتے ہیں اُن میں ہدایت کی جاتی ہے کہ ان نسخوں کو استعمال کر کے حیض سے فارغ ہونے کے بعد (بعدِ غسل) عورت سے مقاربت کی جائے اس سے ظاہر ہے کہ اگر مذکورہ بالا وجہ نہ ہوتی۔ تو اس تعیین کی ضرورت نہ پیش آتی۔ اور اسکی پابندی و قید بے معنی ہوتی +

بعض لوگوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ایام حیض میں عورتوں کی خواہش کسی قدر زیادہ ہو جاتی ہے +

اس امر کی دلیل کہ مادۂ تولید پختہ ہو کر معینہ مدت ہی میں خارج ہوتا ہے یہ ہے کہ جانوروں میں نر کی طلب مادہ کو انہی خاص اوقات میں ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں مشاہدات نے یہ بھی بتایا ہے کہ مادۂ تولید خصیۃ الرحم کے جن خانوں (ڈبلوں) میں ہوتا ہے وہ انھیں اوقات میں ٹوٹے ہوئے پائے جاتے ہیں +

اسی طرح عورتوں میں بھی خیال کیا جاتا ہے کہ ان کا مادۂ تولید محض ایام حیض میں پختہ ہو کر خارج ہوا کرتا ہے۔ اور اس کے لئے مجامعت کی شرط نہیں ہے۔ مجامعت کے بغیر بھی یہ خانے ٹوٹ جایا کرتے ہیں۔ کیونکہ بعض محققین نے بتایا ہے کہ مادۂ تولید کے خانے بعض باکرہ عورتوں اور اُن عورتوں میں ٹوٹے ہوئے پائے گئے ہیں جنکو ایک عرصہ سے جماع کا اتفاق نہ ہوا تھا +

متاخرین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے۔ یا بالفاظ دیگر حیض سے پیشتر خصیتہ الرحم میں نہ مادہ تولید پختہ ہوتا ہے۔ اور نہ وہ اپنے خانوں سے باہر آتا ہے۔ اور یہ کہ حمل کا قرار پانا اگرچہ حیض ہی پر منحصر نہیں ہے۔ لیکن یہ اکثر ایام حیض کے بعد پہلے دنوں میں ہی ہوا کرتا ہے۔ اور یہ کہ حیض کے دنوں میں خصیتہ الرحم کی طرف خون کا دوران تیز ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ دیگر حیوانات میں اسی قسم کی حالت مستی کے دنوں میں ہوا کرتی ہے۔ ان باتوں سے متاخرین کا خیال ہے کہ مادہ تولید صرف حیض کے ایام میں خارج ہوتا ہے ٭

اگرچہ ایام حیض میں جماع طباً و شرعاً ناجائز ہے۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ علی العموم وہی جماع باعث استقرارِ حمل ہوتا ہے۔ جو طہر کے بعد (حیض کے بعد) واقع ہوتا ہے ٭

مذکورہ بالا بیانات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جانوروں (گائے۔ بھینس۔ کتیا) کی مستی کا زمانہ۔ اور عورتوں کے حیض کا زمانہ۔ دونوں ایک دوسرے سے کافی مشابہت رکھتے ہیں۔ یعنی انہی ایام میں مادہ تولید پختہ ہو کر خارج ہوا کرتا ہے۔ ان دونوں زمانوں میں ظاہری مشابہت بھی پائی جاتی ہے۔ وہ یہ کہ مادہ تولید کے پختہ ہونے کے وقت اندرونی اعضاء میں اجتماع خون ہوتا ہے۔ جس کے ساتھ خون۔ یا رطوبت مخاطیہ (بلغمی لیسدار رطوبت) یا دونوں ملے ہوئے خارج ہوتے ہیں۔ عورتوں میں حیض تو ظاہر ہی ہے۔ مگر جانوروں کی مستی کے ایام میں بھی اکثر اسی قسم کی رطوبتوں کا سیلان دیکھا جاتا ہے۔ جس کی تصدیق تم اگر خود نہیں کر سکتے۔ تو گھوسیوں اور چرواہوں سے اس کی شہادت تمہیں مل سکتی ٭

(باقی)

التشخیص

امراض معدہ

(از جناب حکیم محمد عبد الواحد صاحب ناظم)

اگر امراض معدہ کا مریض طبیب کی طرف رجوع کرے۔ اور وہ مقام معدہ پر درد۔ جلن۔ ثقل یا کسی دوسری قسم کی تکلیف بیان کرے۔ فم معدہ کو دبانے سے درد محسوس ہو۔ بائیں شانہ یا بائیں پستان پر درد ہو۔ غثیان۔ قے۔ آروغ۔ فواق۔ قی الدم نفخ شکم میں سے کسی چیز کی شکایت ہو۔ زبان پر رطوبت جمی ہوئی نظر آئے۔ اور مریض حلق سے لیکر معدہ تک جلن محسوس کرتا ہو۔ تو طبیب کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ مریض امراض معدہ میں سے کسی مرض میں مبتلا ہے۔

امراض معدہ جو خاص معدہ کی ساخت سے متعلق ہیں حاد اور مزمن دو قسم کے ہوتے ہیں۔

اگر مریض کے بیان سے علامات مرض بہت جلد ظہور میں آئی ہوں تو طبیب کو امراض حادہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ لیکن برخلاف ازیں اگر مرض بتدریج معرض ظہور میں آیا ہو تو مزمن امراض سے کوئی مرض تصور کرنا چاہیئے۔ لیکن یہ ضرور خیال رہے کہ بعض وقت مزمن امراض میں کسی قسم کی بے احتیاطی سے علامات حادہ کا پیدا ہونا ممکن ہے۔

حاد امراض معدہ

معدہ کا حاد مرض "حاد ورم معدہ" ہے۔ اس مرض میں فم معدہ کے مقام پر درد اور جلن ہوتی ہے۔ نیز ایک قسم کی بے قراری و بے چینی محسوس ہوتی ہے

مقام معدہ دُکھتا ہے۔ پیاس کی شدت ہوتی ہے۔ اشتہا زائل ہو جاتی ہے۔ قے آتی ہیں۔ جو کہ بغایت تکلیف دہ ہوتی ہیں۔ قے میں عموماً لیسدار بلغم خارج ہوتا ہے جس کے ہمراہ گاہے خون کی آمیزش ہوتی ہے۔ اور گاہے صفراء ملا ہوا خارج ہوتا ہے۔ مریض پیاس کی وجہ سے پانی پینے پر مجبور ہوتا ہے لیکن وہ فوراً بذریعہ قے خارج ہو جاتا ہے۔ زبان گاہے سُرخ ہوتی ہے اور گاہے مکدر ہو جاتی ہے۔ شکم میں کسیقدر نفخ ہوتا ہے گاہے دست آنے لگتے ہیں۔ بعض دفعہ ہونٹوں پر پھُنسیاں نکل آتی ہیں اکثر خفیف بخار بھی ساتھ ہوتا ہے جو گاہے بہت تیز ہو جاتا ہے۔ نبض سریع اور کمزور چلتی ہے۔

جبکہ کوئی متعدی بخار وبائی پھیلا ہوا ہو۔ اور ایسی حالت میں کسی مریض میں مذکورہ بالا علامات پیدا ہو جائیں۔ تو تشخیص مرض میں احتیاط سے کام لینا چاہیے۔

مزمن امراض معدہ

اگر مریض مقام معدہ پر درد کی شکایت بیان کرے۔ اور فم معدہ کو ہاتھ سے دبانے پر دکھن محسوس ہو اور کھانا کھانے کے بعد درد میں زیادتی ہو تو طبیب کو (۱) مزمن ورم معدہ (۲) قروح معدہ (۳) سرطان معدہ (۴) استرخاء معدہ میں سے کوئی مرض تصور کرنا چاہیے۔ اور بغرض تعیین مرض علامات مندرجہ ذیل سے امداد لینا چاہیے۔

مزمن ورم معدہ۔ اس مرض میں مقام معدہ پر ہلکا ہلکا درد ہوتا ہے۔ جس میں کھانا کھانے کے بعد شدت ہو جاتی ہے۔ اور شکم تن جاتا ہے۔ بائیں پستان کے مقام پر درد معلوم ہوتا ہے۔ اور ہاتھ لگانے سے فم معدہ دکھتا ہے زبان درمیان سے مکدر اور اُس کے کنارے سرخ ہوتے ہیں اور ان پر دانتوں کے نشان پڑ جاتے

ہیں۔ ترش ڈکاریں آتی ہیں۔ گاہے متلی ہوتی ہے اور گاہے قے آنے لگتی ہیں۔ پیاس لگتی ہے۔ مریض ہتھیلیوں اور تلوؤں میں جلن کی شکایت کرتا ہے۔ نیز فم معدہ کے مقام پر بھی جلن محسوس ہوتی ہے۔ قبض ہوتا ہے۔

علامات مذکورہ بعض مریضوں میں شدید ہوتی ہیں اور بعض میں خفیف اور گاہے ہاتھ لگانے سے درد زیادہ ہوتا ہے اور گاہے بہت کم۔

بعض اطبا سوء ہضم ضعفی[1] اور مزمن ورم معدہ کو ایک ہی بیماری خیال کرتے ہیں۔ لیکن بعض کے نزدیک ان میں کچھ فرق ہے مگر چونکہ دونوں کا اصول علاج ایک ہی ہے۔ لہذا ان کا فرق چنداں اہمیت نہیں رکھتا تاہم بغرض حصول بصیرت دونوں امراض کی علامات فارقہ معلوم کرنا بہتر ہے۔

سوء ہضم ضعفی میں فم معدہ ہاتھ لگانے سے نہیں دکھتا۔ نبض ضعیف چلتی ہے۔ اطراف سرد ہوتے ہیں۔ زبان چوڑی ہوتی ہے لیکن زیادہ میلی نہیں ہوتی برخلاف ازیں مزمن ورم معدہ میں دبانے سے فم معدہ دکھتا ہے۔ مریض کو خفیف سا بخار بھی ہوتا ہے۔ نبض سریع چلتی ہے۔ زبان میلی ہوتی ہے مصالحہ دار اشیاء کھانے کے بعد درد شدید ہو جاتا ہے

(۲) قروح معدہ۔ اس مرض میں فم معدہ پر جلن اور درد محسوس ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی درد اور جلن فم معدہ کے مقابل پشت میں (پشت کے دسویں مہرہ کے برابر) محسوس ہوتا ہے۔ دبانے سے درد زیادہ ہونے لگتا ہے۔ عموماً بعد از طعام ایک آدھ گھنٹے تک شدت کا درد ہوتا ہے۔ جو بعض وقت اس قدر شدید ہوتا ہے کہ مریض بے تاب ہو جاتا ہے۔ اور غذا کو قے کر دیتا ہے قے میں کھائی ہوئی غذا کے

---

[1] سوء ہضم ضعفی سے مراد وہ سوء ہضم ہے جو اعضائے ہاضمہ (معدہ۔ امعاء) کی قوت ہاضمہ کی اصلی کمی سے لاحق ہو۔

علاوہ خون اور بلغم ملا ہوا خارج ہوتا ہے اور گاہے کسی شریان معدہ کے پھٹنے سے خالص خونی قے آتی ہے جس سے مریض ضعیف ہو جاتا ہے۔ قے کے بعد درد میں کسی قدر افاقہ ہو جاتا ہے۔ گاہے خلوء معدہ میں بھی درد ہوتا ہے۔ لیکن بالعموم کھانا کھانے کے بعد پہلے شدت کا درد ہوتا ہے اور پھر دھیما ہونے لگتا ہے۔ قے عموماً کھانا کھانے کے دو گھنٹے بعد ہوا کرتی ہے۔ گاہے براہ مقعد خون کے اخراج کے باعث پاخانہ سیاہ رنگ کا ہو جاتا ہے۔ گاہے زخم کے پھٹ جانے کے باعث معدہ میں سوراخ ہو جاتا ہے اور غذا صفاق میں جا کر اس میں ورم پیدا کر دیتی ہے۔ جو کہ مریض کو ہلاک کر دیتا ہے اگر قبض کی شکایت رہتی ہے اور غذا کے ہضم نہ ہونے کے باعث مریض لاغر و کمزور ہو جاتا ہے ؛

جب معدہ میں سوراخ ہو جاتا ہے۔ تو دفعۃً فم معدہ پر شدت کا درد ہوتا ہے جو رفتہ رفتہ تمام شکم میں پھیل جاتا ہے۔ مریض نڈھال اور اس کا چہرہ زرد ہو جاتا ہے نبض سریع اور کمزور چلتی ہے۔ قے آتی ہے۔ شکم میں نفخ ہو جاتا ہے۔ دبانے پر دُکھتا ہے ؛

اس مرض میں عورتیں بہ نسبت مردوں کے زیادہ مبتلا ہوتی ہیں۔ ابتداءً مرض میں مریضہ سوءِ ہضم کی شکایت کرتی ہے اور اُسے فم معدہ پر جلن اور درد محسوس ہوتا ہے۔ رفتہ رفتہ درد معدہ کا دورہ ہونے لگتا ہے۔ فم معدہ سے درد شروع ہوتا ہے۔ اور اس کی ضربان پشت اور پسلیوں تک پہونچتی ہیں۔

چونکہ درد معدہ قروح معدہ کے علاوہ دیگر اسباب سے بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا اس امر کی یقینی تشخیص کے لیے کہ یہ درد قروح معدہ کے سبب سے ہے۔ یا دیگر اسباب سے۔ مندرجہ ذیل طریق سے فرق معلوم کر سکتے ہیں ؛

(۱) قروح معدہ کا درد کھانا کھانے کے بعد عموماً شدید ہو جاتا ہے وجع المعدہ

عموماً غذا کے بعد کم ہوجاتا ہے +

(۲) قروح معدہ کے درد میں بدہضمی کی علامات ہمیشہ موجود رہتی ہیں۔ لیکن برخلاف ازیں وجع المعدہ میں صرف دورہ کے وقت بدہضمی کی علامات پیدا ہوتی ہیں ×

(۳) قروح معدہ میں فم معدہ دبانے سے دکھتا ہے۔ وجع المعدہ میں فم معدہ کو دبانے سے مریض کو آرام ملتا ہے +

(۴) قروح معدہ کا مریض روز بروز لاغر و کمزور ہوجاتا ہے۔ اُس کو قے میں خون خارج ہوتا ہے۔ اور رطوبت معدی معمول سے زیادہ ترش ہوتی ہے۔ برخلاف ازیں وجع المعدہ کا مریض اس قدر لاغر و کمزور نہیں ہوتا۔ اسکو خونی قے نہیں آتی اور رطوبت معدی اپنی معمولی حالت پر ترش رہتی ہے +

(۳) **سرطان معدہ**۔ اس مرض میں مقام معدہ پر برچھی چبھنے جیسا درد ہوتا ہے۔ جس میں بعد از غذا یا دبانے سے زیادتی ہوجاتی ہے کھانا کھانے کے کچھ عرصہ بعد مریض کو قے آتی ہے جس میں سرطان کے ٹکڑے اور سیاہ رنگ کا خون خارج ہوتا ہے فم معدہ پر سوجن دکھائی دیتی ہے۔ بدہضمی کی عام علامات موجود ہوتی ہیں۔ قبض رہتا ہے۔ مریض کا چہرہ زرد ہوتا ہے اور مریض روز بروز دبلا و کمزور ہوتا جاتا ہے +

سرطان معدہ عموماً چالیس سال کی عمر کے بعد ہوتا ہے۔ ابتداء مرض میں مریض کی اشتہا زائل ہوجاتی ہے۔ غثیان کی شکایت رہتی ہے۔ درد بعض دفعہ مقام ناف پر اور بعض دفعہ بائیں شانہ میں اور گاہے بائیں پسلیوں میں ہوتا ہے۔ کھانے کے بعد درد زیادہ ہونے لگتا ہے نوبت بہ نوبت درد کی شدت بہت کم ہوتی ہے +

جب سرطان معدہ کے بوآب کے قریب ہوتا ہے۔ تو کھانا کھانے کے

گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹے بعد قے ہوجاتی ہے۔ مگر جب فم معدہ کے قریب ہوتا ہے۔ تو قے بہت جلد ہوجاتی ہے۔ قے کے ہمراہ غذا اور رطوبت مخاطی خارج ہوتی ہے بعض بیماروں میں خون بھی آتا ہے۔ قے کے بعد درد میں افاقہ نہیں ہوتا۔ معاینہ کرنے پر فم معدہ متورم نظر آتا ہے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد قرب و جوار کے دیگر اعضاء بھی اس میں مبتلا ہوجاتے ہیں +

چونکہ قروح معدہ اور سرطان معدہ کی تشخیص میں طبیب کو مغالطہ ہوسکتا ہے لہذا ان دونوں کی علامات فارقہ درج ذیل ہیں +

(۱) قروح معدہ عموماً ۲۰ سے ۴۰ سال تک کی عمر کے بیماروں میں دیکھا جاتا ہے لیکن سرطان عموماً چالیس سال کی عمر کے بعد ہوتا ہے +

(۲) قروح معدہ میں مرض بتدریج ترقی کرتا ہے۔ لیکن اس کے برخلاف سرطان جلد ترقی پذیر ہوتا ہے +

(۳) قروح معدہ کا درد سرطان معدہ کے درد کی بہ نسبت خفیف ہوتا ہے قروح معدہ کا درد قے ہونے کے بعد بہت خفیف ہوجاتا ہے۔ لیکن سرطان معدہ کا درد قے کے بعد بھی بدستور رہتا ہے +

(۴) قروح معدہ کے مریضوں میں سرطان معدہ کے مریضوں کی بہ نسبت قی الدم زیادہ ہوتی ہے +

(۵) سرطان معدہ میں مقام معدہ پر سوجن نظر آتی ہے اور اگر مریض کی رطوبت معدی کا امتحان کیا جائے تو اس میں حامض ہائیڈروکلورک[1] قطعی نہیں پایا جاتا +

گاہے ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ سرطان میں فم معدہ پر کوئی سوجن وغیرہ نہیں ہوتی بلکہ مریض کمزور اور دبلا ہوجاتا ہے۔ بھوک زائل ہوجاتی ہے۔ چہرہ کی رنگت زرد

---

[1] ہائیڈروکلورک ایسڈ۔

ہو جاتی ہے اور بدہضمی کی عام علامات پائی جاتی ہیں۔ اس قسم کے سرطان کی یہ علامات مزمن ورم معدہ کی علامات سے کسی قدر مشابہ ہوتی ہیں۔ لیکن ان دونوں حالتوں میں اس بات سے فرق کیا جا سکتا ہے۔ کہ مزمن ورم معدہ میں مریض مدت سے مبتلا ہوتا ہے۔ اور مریض کی لاغری اور کمزوری سرطان معدہ کے مریض کی بہ نسبت کم ہوتی ہے +

(۴) استرخاء معدہ[1]- اس مرض میں مریض مقام معدہ پر درد بے چینی اور بوجھ کی شکایت کرتا ہے۔ سوء ہضم کی عام علامات موجود ہوتی ہیں۔ لیکن اس مرض کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ مریض کو دو دو تین تین روز کے بعد قے ہوتی ہے۔ جبکہ معدہ میں غذا جمع ہوتے ہوتے کثیر مقدار میں اکٹھی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ قے اس غذا کی مقدار سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ جو قے سے پہلے کھائی جاتی ہے کھائی ہوئی غذا کے علاوہ قے میں بلغم وصفرا بھی خارج ہوتا ہے اور قے نہایت غلیظ اور بدبودار ہوتی ہے۔ اس قے میں معاینہ کرنے سے صدہا نباتی جراثیم بھی نظر آتے ہیں۔ مریض کو بدبودار آروغ آتے ہیں۔ اور ان کے ہمراہ گاہے ترش اور گاہے تلخ پانی بھی خارج ہوتا ہے۔ معدہ کو ہاتھ سے ہلانے یا بیمار کو ایک پہلو سے دوسرے پہلو کروٹ بدلتے وقت معدہ کے اندر پانی چھلکنے کی آواز آتی ہے۔ اگر شکم کو ٹھونکا جائے تو اس سے ڈھول جیسی آواز آتی ہے +

(باقی دارد)

---

[1] ڈائی ے ٹے شن آف دی اسٹامک +

انسان کی طبعی غذا

(از حکیم محمد صدیق صاحب میرٹھی)

انسان کی طبعی غذا کیا ہے؟ ہمکو اس سوال کے مختلف جواب ملتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ انسان بھیڑ بکریوں کے مانند ایک سبزی خور حیوان ہے اور انسان نے گوشت کو خواہ مخواہ اپنی غذا میں شامل کرکے اپنے کو اس کا عادی بنالیا ہے کوئی کہتا ہے کہ انسان صرف گوشت خور حیوان ہے کسی کا قول ہے کہ

انسان طبعاً سبزی خور اور گوشت خور ہے۔ اور نباتی و حیوانی اغذیہ اس کی طبعی غذا ہیں +

ہم اس امر کی طبی نقطۂ نگاہ سے تحقیق و تفتیش کرنا چاہتے ہیں کہ انسان کی طبعی غذا کیا ہے۔ غور و خوض سے دیکھا جائے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ اس صانع مطلق نے اس کائنات کے ہر ایک چھوٹے سے چھوٹے حیوان اور اونیٰ سے ادنیٰ نباتات کی ساخت اعضا اور اُن کے افعال اسی نسبت سے رکھے ہیں۔ جس قسم کے افعال اُن سے سرزد ہوتے ہیں۔ مثلاً جو حیوانات شکار کرکے کھاتے ہیں قدرت نے انکو اس قسم کے دانت اور پنجے عطا کیے ہیں جن سے وہ اپنے شکار کو باآسانی پکڑ کر کھا سکتے ہیں۔ جیسا کہ آپ شیر۔ بلی وغیرہ میں مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ بھیڑ بکری۔ بھینس گائے وغیرہ مویشیوں کے دانت و داڑھیں اس قسم کی بنائی ہیں کہ وہ گھاس پات اور سبزیوں کو چبا کر اور پیس کر کھاتے ہیں۔ پس ان حیوانات اور ان کے اعضا کی ساخت کے لحاظ سے ہی اُن سے افعال سرزد ہوتے ہیں جو قانون قدرت کے عین مطابق ہوتے ہیں۔ اور اسی اصول پر ہم انسان اور اُس کے اعضاء کا قیاس کر سکتے ہیں اور اُن سے نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ انسان کی طبعی غذا کیا ہے؟

اعضاء کی ساخت اور اُن کے افعال سے انسانی طبعی غذا کا معلوم کرنا ہر طرح سے صحیح و درست ہے۔ کیونکہ جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے ہر ایک حیوان کو اُسی قسم کے اعضاء دیئے ہیں جس قسم کے افعال قدرت کو اُس سے لینا مطلوب ہے اِس میں شک نہیں کہ اگرچہ انسان صرف حیوانی یا صرف نباتی غذا کھا کر زندہ رہ سکتا ہے۔ لیکن ہر ایک ذی فہم انسان انسانی اعضاء ہضم کی ساخت کو ملاحظہ کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ انسان ایک ایسا حیوان ہے جس کے لیئے حیوانی اور نباتی دونوں قسم کی اغذیہ طبعی غذا ہیں +

چنانچہ اس امر کو واضح کرنے کے لیئے ہم اُن اعضاء جسم کی ساخت کو بیان کرتے ہیں جو غذا کو چباتے اور ہضم کرتے ہیں +

غذا کو چبانے اور ہضم کرنے کے لیے تین اعضاء مخصوص ہیں (۱) دانت (۲) معدہ (۳) امعاء (آنتیں) +

اب ہم اپنے دعوے کے اثبات میں یہ بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ صرف گوشت خور اور صرف سبزی خور حیوانات کے ان اعضاء کی ساخت میں کیا فرق ہے اور پھر انسانی اعضاء اُن سے کیا مناسبت رکھتے ہیں۔ سب سے پیشتر دانتوں کو ملاحظہ کیجئے جو حیوانات (مثلاً شیر۔ چیتا۔ بھیڑیا) صرف گوشت کھاتے ہیں اُنکے جبڑے میں چار لمبے نکیلے دانت ہوتے ہیں۔ جنکو کچلیاں کہتے ہیں۔ اس کے برخلاف جو حیوانات (مثلاً گائے۔ بھینس وغیرہ) صرف نباتی اغذیہ کھاتے ہیں۔ اُن میں یہ کچلیاں نہیں ہوتیں۔ بلکہ ان کی بجائے چوڑی داڑھیں ہوتی ہیں جن سے یہ نباتی اغذیہ کے پیسنے کا کام لیتے ہیں +

اب جبکہ ان گوشت خور اور سبزی خور حیوانات کے دانتوں کا مقابلہ انسانی دانتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ تو صاف طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ قدرت نے

انسان میں دونوں قسم کے دانت پیدا کیے ہیں یعنی گوشت خور جانوروں کی مانند کچلیاں موجود ہیں تو سبزی خور جانوروں کی مانند چوڑی داڑھیں بھی ہیں اس سے صرف یہی نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ ان دونوں قسم کے دانتوں کی غرض سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ انسان کو فطرتاً گوشت خور اور سبزی خور بنایا گیا ہے *

اسی طرح جہاں گوشت خور جانور اپنے جبڑوں کو صرف اوپر نیچے حرکت دے سکتے ہیں اور سبزی خور اپنے جبڑوں کو دائیں بائیں پھرا سکتے ہیں۔ وہاں قدرت نے انسانی جبڑا اس قسم کا بنایا ہے کہ وہ اپنے جبڑے کو دونوں طرح متحرک کرسکتا ہے۔ اس کے بعد اگر گوشت خور حیوانات کے معدہ کو دیکھا جاتا ہے تو اُن کے معدہ کی ساخت سادہ۔ معمولی تھیلی نما نظر آتی ہے۔ اور سبزی خور حیوانات کے معدے خانہ دار ہوتے ہیں۔ لیکن انسانی معدہ کی ساخت نہ گوشت خور حیوانات مانند سادہ ہوتی ہے اور نہ سبزی خور حیوانات کے مانند خانہ دار ہوتی ہے۔ بلکہ انسانی معدہ دونوں قسم کے معدوں کے بین بین ہوتا ہے۔ اس سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان کی طبعی غذا دونوں قسم کی ہیں *

اب جبکہ آنتوں کو دیکھا جاتا ہے۔ تو گوشت خور حیوانات کی آنتیں نسبتہ کم لمبی ہوتی ہیں (مثلاً شیر کی آنتیں اُس کے قد کی لمبائی سے تقریباً سہ چند ہوتی ہیں) لیکن اس کے برخلاف سبزی خور حیوانات کی آنتیں بہت لمبی ہوتی ہیں (مثلاً بھیڑ کی آنتیں اس کے قد سے تقریباً ستائیس گنا لمبی ہوتی ہیں) لیکن انسانی آنتیں نہ تو گوشت خور حیوانات کے مانند چھوٹی ہوتی ہیں اور نہ سبزی خور حیوانات کے مانند بہت زیادہ لمبی۔ چنانچہ انسانی آنتیں اُس کے طول سے تقریباً پانچ گنا لمبی ہوتی ہیں *

مذکورہ بالا انسانی اعضاء کی قدرتی ساخت کا حیوانی اعضا کی ساخت سے

عقاقیر ہند

گھیکوار

(از حکیم محمد عبد الواحد صاحب ناظم)

اسماء (عربی) صبارہ۔ نبات صبر (سنسکرت) گھرت کماری۔ گرہ کنتیا (ہندی) گھیکوار۔ گوار پاٹھا۔ گوار پٹھا۔ گوار گندل (مرہٹی) کور پھر (گجراتی) کوار۔ (کرناٹکی) کنے کماری۔ کتالی گڈ (تیلنگی) کالا باندا۔ ورجاجی توگے۔ پن گورنٹ کلوند (تامل) کتاے (لاطینی) ایلو ویرا۔ ایلو چائی نن سس۔ ایلو پیری آئی +

صبر گھیکوار کا منجمد عصارہ ہے۔ جس کا بیان المسیح ماہ فروری میں درج ہو چکا ہے۔ اس جگہ ہم گھیکوار کے فوائد استعمال درج کرینگے +

ماہیت۔ گھیکوار کے پودے باغات میں عموماً دیکھے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں اسکو گھروں میں بھی گملوں میں لگا کر رکھتے ہیں۔ اس نبات کے پتے نصف گز تک لمبے ہوتے ہیں۔ ان کی شکل گاؤدم ہوتی ہے نیچے کی طرف دبیز اور عریض ہوتے ہیں۔ لیکن اوپر کی طرف بتدریج باریک ہوتے ہوئے اخیر میں ایک خار کی شکل ہوجاتی ہے۔ گویا ہر ایک پتے کا سرا ایک خار ہوتا ہے۔ پتے کے دونوں کناروں پر آرہ کے دندانوں کے مانند خار ہوتے ہیں۔ پتوں کی زیریں سطح محدب۔ بالائی سطح مقعر ہوتی ہے۔ تمام پتے جڑ سے نکلتے ہیں۔ گویا یہ بوٹی ان پتوں کا مجموعہ ہوتی ہے۔ جو کہ جڑ سے نکل نکل کر ایک خوبصورتی کے ساتھ پھیلتے ہیں۔ اگر پتے کو چاقو سے تراشا جاوے تو اس کے اندر سے زردی مائل لعاب نکلتا ہے۔ جسکو لعاب گھیکوار یا گھیکوار کا رس کہتے ہیں یہ لعاب ہی دوائ

مؤثر ہے اس لعاب ہی کو منجمد کر کے صبر (ایلوا) بنایا جاتا ہے۔

مزاج۔ گرم و خشک۔

افعال۔ محلل۔ ملین۔ معدّل۔ مقوی معدہ و امعاء۔

استعمالات۔ محلل ہونے کی وجہ سے اکثر اورام کے لیے اس کے لعاب میں ادویہ کو پیسکر ضماد کیا جاتا ہے۔ نیز رمد کے لئے مخصوص ادویہ کی پوٹلی بنا کر اسکو لعاب گھیکوار میں بھگو کر ماؤف آنکھ پر بار بار پھیرتے ہیں۔ علاوہ ازیں تحلیل رمد کے لیے اس لعاب کو بطور قطور استعمال کرتے ہیں۔ خواہ کسی طرح استعمال کیا جائے تحلیل رمد اور ازالہ سرخی چشم کے لیے مفید ہے۔ بیرونی طور پر بعض ورموں کو تحلیل کرنے کے ساتھ ہی ان کو نرم بھی کرتا ہے۔ چنانچہ کنکرالی (کچھرالی) اور بد (خیارک) میں برگ گھیکوار کو ایک طرف سے چھیلکر اور اُس پر قدرے آنبہ ہلدی باریک سائیدہ چھڑک کر اورام مذکورہ پر باندھنے سے بیّن فائدہ ظہور میں آتا ہے۔ بعض آنبہ ہلدی کے ساتھ قدرے اجوائن بھی شامل کرتے ہیں۔

مقوی جگر اور محلل ورم طحال ہے۔

مقوی و ملین ہونے کی وجہ سے امراض معدہ و امعاء کی اکثر حبوب میں لعاب گھیکوار شامل کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کا عصارہ (صبر) ایک مشہور ملین دوا ہے۔

مقوی اور معدل ہونے کی وجہ سے اکثر امراض بلغمی مثلاً وجع المفاصل درد کمر ضعف باہ وغیرہ میں استعمال کرایا جاتا ہے۔

مقدار خوراک۔ لعاب گھیکوار مفرداً استعمال نہیں کیا جاتا۔ بلکہ دیگر ادویہ میں شامل ہو کر استعمال کرایا جاتا ہے۔ تاہم لعاب گھیکوار کی مقدار خوراک ۶ ماشہ سے ۱ تولہ تک ہونی چاہیے۔

گھیکوار کے مرکبات

شربت گھیکوار۔ درد قولنج۔ اور ورم طحال کے لیئے مفید ہے۔ ملین شکم اور ہاضم ہے ٭

نسخہ۔ مغز گھیکوار آب ادرک ہر ایک آدہ سیر۔ شہد ایک سیر۔ تینوں کو ملا کر ایک برتن میں ڈالیں اور اس کا منہ بند کر کے چالیس روز تک گیہوں کے انبار میں دفن رکھیں۔ اس کے بعد نکالکر چھان لیں۔ استعمال کریں ٭

مقدار خوراک۔ ۱ تولہ سے ۲ تولہ تک۔

حلوائے گھیکوار۔ تقویت گردہ وکمر اور انجماد منی و تقویت باہ کے لئے نافع ہے ٭

نسخہ۔ مغز گھیکوار پاؤ سیر۔ مصری آدہ سیر۔ گوند چنیا۔ آرد میدہ۔ روغن گاؤ ہر ایک ۳ تولہ ٭

مصری کو مغز گھیکوار میں حل کر کے چھان لیں۔ اور آگ پر رکھکر قوام بنائیں اور گوند چنیا اور آرد میدہ کو علیحدہ علیحدہ گھی میں بھون لیں۔ اس کے بعد قوام میں شامل کر کے رکھیں ٭

مقدار خوراک۔ ۵ تولہ ٭

معجون گھیکوار۔ تقویت باہ اور امراض باردہ مثل وجع مفاصل وغیرہ کے لیے نہایت مفید ہے ٭

نسخہ۔ مغز گھیکوار پاؤ سیر۔ شکر سفید۔ شیر گاؤ ہر ایک سوا سیر۔ مغز پستہ مغز بادام شیریں مقشر۔ چھوارہ ہر ایک سات تولہ۔ زعفران خالص دو ماشہ۔ مشک خالص ڈیڑھ ماشہ ٭

برگ گھیکوار کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے چھیلیں اور ایک صاف کپڑے میں رکھکر

نچوڑلیں۔ اور بقدر ضرورت لیکر شیر گاؤ میں ڈالکر نرم آنچ پر پکائیں۔ یہانتک کہ دودھ کھویہ بن جائے۔ اس کے بعد شکر سفید کا قوام بناکر اس میں کھویہ ملائیں اور مغزیات باریک پیسکر اضافہ کریں۔ پھر نیچے اُتار کر مشک مع زعفران گلاب میں حل کر کے ملائیں +

مقدار خوراک ایک تولہ سے دو تولہ تک +

پوٹلی گھیکوار۔ رمد کے لیے نہایت نافع ہے +

نسخہ۔ پھٹکری بریاں ایک ماشہ۔ افیون ایک رتی دونوں کو باریک پیسکر مغز گھیکوار تین ماشہ میں ملاکر پوٹلی باندھیں۔ اور پانی میں ترکر کے بار بار آنکھ پر پھیریں اور پوٹلی کو قدرے قدرے آنکھ میں نچوڑیں +

دیگر۔ برائے رمد کثیر النفع۔

نسخہ۔ زیرہ سفید۔ لودہ افغانی۔ پھٹکری بریاں مساوی الوزن لیکر باریک پیسیں اور بقدر ضرورت مغز گھیکوار ملاکر پوٹلی بنائیں اور پانی میں بھگو کر بار بار آنکھ پر پھیریں +

چورن۔ درد شکم ہضم طعام کے لیے مفید ہے۔ ورم طحال کو زائل کرتا ہے اجوائن پانچ تولہ کو تین مرتبہ آب گھیکوار میں تر و خشک کر کے باریک پیسیں اور بقدر ذائقہ نمک سیاہ ملاکر رکھیں۔ نہایت آسان اور مفید چورن تیار ہوگا۔ بقدر تین ماشہ بعد از طعام کھائیں +

تشریح و منافع

فلسفۂ سماعت

(۲)

پچھلے ماہ اس مضمون کا سلسلہ "کان کے اجزاء کے کام" پر ختم ہوا تھا۔ جس میں صرف کان کی کری کا فائدہ بتایا گیا ہے۔ اس وقت ہم بقیہ مضمون کو پورا کرتے ہیں ؎

کان کا سوراخ۔ کان کے سوراخ (صماخ) کا فائدہ محتاج بیان نہیں۔ کیونکہ پردہ تک بیرونی ہوا کی موجوں کے پہونچنے کا یہی راستہ ہے۔ اسی راستہ سے ہوا کی لہریں (جو آواز سے پیدا ہوتی ہیں) غشاء صماخی تک پہونچتی ہیں۔ کان کا سوراخ ہوائی تموجات کو تین طور پر غشاء صماخی تک پہونچاتا ہے ؎

(۱) اول بیرونی ہوا کی لہروں سے اس سوراخ کی ہوا میں لہریں اٹھتی ہیں۔ جو براہ راست کان کے پردہ تک پہونچتی ہیں ؎

(۲) بیرونی ہوا کی موجوں سے کان کی میں ایک خاص قسم کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ جو صماخ کی دیواروں کے ذریعہ غشاء صماخی (کان کے پردہ) تک پہونچتی ہے۔ یہ ذریعہ بہتوں کے نزدیک اگرچہ بظاہر انوکھا سا معلوم ہوگا۔ مگر اسے سمجھانے کے لئے ایک کھلی ہوئی مثال رکھتا ہوں۔ وہ یہ کہ جب کوئی بڑی آواز پیدا ہوتی ہے تو بعض ظروف میں۔ اور ٹین کے سائبانوں میں ایک قسم کی گنگناہٹ پیدا ہوتی ہے جسے ہم دیر تک محسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح کان کی کری میں بھی بیرونی آوازوں سے اور بیرونی تموجات صوتیہ (آواز کی لہروں) سے ایک قسم کی گنگناہٹ پیدا ہوتی ہے جو سوراخ کی دیواروں کے ذریعہ کان کے پردہ تک پہونچتی ہے۔ اسی طرح اگر پھول۔ یا کانسی کے برتن پر ذرا سی ٹھوکر لگائی جائے۔ تو اس سے دیر تک گونج پیدا

ہوتی ہے۔ اور کانوں سے قریب کرکے اسکا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ بس قریب قریب یہی حال کان کی کری کا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ دھات کے برتن میں یہ طنین (گنگناہٹ) تیز ہوتی ہے۔ اور کان کی کری میں کمزور۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ اگر کان کو گوشت کا بنایا جاتا۔ تو آواز کے منتقل کرنے کا یہ فائدہ ہرگز نہ حاصل ہوتا۔

(۳) کان کے سوراخ کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ جس طرح گنبد کی بند اور گھری ہوئی ہوا میں آواز سے گونج پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح کان کے سوراخ کی بند ہوا میں گونج کے پیدا ہونے سے آواز سخت ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کان میں خولدار نالی لگا کر بات کی جاتی ہے۔ اور آواز بڑی معلوم ہوتی ہے۔ اسی قاعدہ کے مطابق کم سننے والے اپنے ساتھ ایک قیف نما خول لیے پھرتے ہیں۔ اور بہرے بولنے والے کے منہ سے لگا کر باتیں سنا کرتے ہیں۔

غشاء صماخی یعنی کان کے پردہ کا فائدہ یہ ہے کہ آواز کی بیرونی لہریں جو اس پر لگتی ہیں انھیں اُن ہڈیوں کی طرف منتقل کر دیتا ہے جو اس سے اندر لگی ہوئی ہیں۔ اور جنکا ذکر اس سے پہلے آچکا ہے۔ یہ جھلی ڈھول کی طرح تنی رہتی ہے۔ یہ لہریں پھر تینوں ہڈیوں میں سلسل گذرتی ہوئی کان کے اندرونی حصے کی کھڑکی تک پہونچتی ہیں۔ جس کے متعلق ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ اس بیضوی کھڑکی سے کان کی عظم رکابی کا چوڑا حصہ لگا رہتا ہے۔ اس کھڑکی کو وہ بیضیہ (بیضوی کھڑکی) کہا جاتا ہے اس پر بھی جھلی منڈھی رہتی ہے۔ جب ہڈیوں کے ذریعہ ہوا کی لہریں یہاں پہونچتی ہیں تو اس منڈھی ہوئی جھلی میں تحریک پیدا ہوتی ہے۔ بہر حال غشاء صماخی کا فائدہ محض یہ ہے کہ وہ بیرونی ہوائی لہروں کو جوبہ کی ہڈیوں تک پہونچا دیتی ہے۔ مگر اسکا یہ فعل بخوبی اُسی وقت انجام پاتا ہے جبکہ یہ بہت زیادہ تنی ہوئی نہ ہو۔ اگر کسی وجہ سے

یہ بہت زیادہ تن جائے۔ تو انسان بہرا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اگر کان کا وہ راستہ جو جوبہ سے شروع ہو کر حلق میں کھلتا ہے (جسکو نغانغ کہتے ہیں) کسی وجہ سے بند ہو جائے۔ تو فعل سمع میں فتور واقع ہوتا ہے۔ کیونکہ جب یہ راستہ بند ہو جاتا ہے تو جوبہ کی ہوا کا تناؤ جو مختلف حالات میں کم و بیش ہوا کرتا ہے وہ اعتدال پر نہیں رہتا۔ اور اگر کسی وجہ سے جوبہ کے اندر ہوا کی مقدار بڑھ جائے تو وہ حلق کی طرف راستہ کے مسدود ہونے کے باعث فرو نہیں ہو سکتی۔ جس سے جھلی میں تناؤ پیدا ہو جائے گا +

کان کی چھوٹی ہڈیوں کا فائدہ۔ یہ واضح رہے کہ یہ ہڈیاں باہم اس طرح ملی ہوئی ہیں کہ ایک طرف کان کے پردہ سے۔ اور دوسری طرف کوہ بیضیہ کی جھلی سے لگی رہتی ہیں۔ اور باقی جہات میں ہوا محیط ہوتی ہے۔ غرض کسی طرح ان کا اتصال سر کی ہڈیوں سے نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہوا کی لہریں جو ان میں پیدا ہوتی ہیں۔ وہ براہ راست کان کے اندرونی حصے میں چلی جاتی ہیں۔ اگر یہ سر کی دوسری ہڈیوں سے متصل ہوتیں۔ تو ممکن تھا کہ انکی لہریں دوسری ہڈیوں میں پھیلکر ضائع ہو جاتیں۔ اور ان کا ارتعاش قوت سامعہ تک پہونچنے سے پہلے پھیل جاتا ہے۔ اسی لئے جوبہ کی فضا کے اندر ہوا کا ہونا ضروری ہے +

مگر قدرت نے افعال حیات کے جاری رکھنے میں عجیب فیاضی سے کام لیا ہے۔ اگر یہ ہڈیاں کسی مرض سے ضائع ہو جائیں تو بھی قوت سامعہ ایک حد تک کام کر سکتی ہے۔ اور ان کے بغیر کسی قدر سنائی دے سکتا ہے۔ آپ سوال کرینگے کہ ان ہڈیوں کی عدم موجودگی میں آواز کی لہروں کے پہونچنے کا کیا ذریعہ ہو گا؟ تو میں جواب دوں گا کہ کان کے پردہ کی لہروں سے جوبہ کی ہوا میں موجیں پیدا ہونگی۔ جو دوسری کھڑکی (کوہ مستدیرہ) کے ذریعہ کان کے اندرونی حصے تک پہونچینگی۔

ورنہ دوسری گھڑی کا فائدہ کوئی بھی نہ ثابت ہو۔ حالانکہ خالق مطلق کا کوئی خلق خالی از حکمت نہیں +

جوبہ کا فائدہ مذکورہ بیان سے ظاہر ہے۔ جوبہ اگر نہو۔ تو ہڈیاں کہاں رہیں۔ اوران میں ارتعاش و تموج کیونکر پیدا ہو +

نغانغ (یہ وہ نالیاں ہیں جو فضاء جوبہ سے شروع ہوکر حلق میں کھلتی ہیں) ان سے جوبہ کی ہوا اور حلق کی ہوا کے درمیان تعلق قایم رہتا ہے۔ اسی وجہ سے نغانغ کا فائدہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ جوبہ کی ہواء کی مقدار میں ان نالیوں کی وجہ سے اعتدال قایم رہتا ہے۔ یعنی جب کسی وجہ سے جوبہ کی فضاء میں ریاح وغیرہ کے پیدا ہو جانے سے مقدار ہوا کی بڑھ جاتی ہے۔ تو وہ زائد ہوا ان نالیوں کے ذریعہ حلق کی طرف نکل جاتی ہے۔ اور جب کسی وجہ سے یہاں کی ہواء میں کمی آجاتی ہے۔ تو اسی نالی کے ذریعہ حلق کی طرف سے ہواء کھنچکر چلی آتی ہے جسکی وجہ سے غشاء صماخی کا تناو طبعی حالت میں قائم رہتا ہے۔ چنانچہ جب کسی مرض سے نغانغ کی دیواریں ایک دوسرے پر پڑکر بند ہو جاتی ہیں۔ اور جوبہ کے اندر ہوا کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔ تو اس حالت میں کان کا پردہ خلاء کی کشش سے اندر کی طرف دب جاتا ہے۔ اور قوت سامعہ میں فتور آجاتا ہے۔ یعنی ہلکی آوازیں سنائی نہیں دیتی ہیں۔ کیونکہ تناؤ کی وجہ سے ہلکے تموجات اس میں کچھ اثر نہیں کرسکتے۔ نغانغ کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ جوبہ کی بلغمی اور نزلی رطوبتیں حلق کی طرف انکے ذریعہ سے چلی جاتی ہیں۔ اور قوت سامعہ میں خلل نہیں ہونے پاتا +

اس کے علاوہ بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ نغانغ کی وجہ سے آواز صاف نکلتی ہے۔ مگر یہ قابل نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ تھوڑا سا تعلق ہو +

(باقی دارد)

فن جراحت

(۵)

علم الجراثیم

وسعت[1] جراثیم - جراثیم کہاں کہاں پائے جاتے ہیں؟

فضاء[1] ہوا میں جراثیم کی موجودگی مختلف حالات کے لحاظ سے متغیر ہوا کرتی ہے چنانچہ مرتفع مقامات۔ قلۂ کوہ اور سمندر کی درمیانی سطح پر ساحل سے دور جراثیم نہیں ہوتے مگر گنجان آبادی اور شہروں میں بہ کثرت موجود رہتے ہیں + کسی رقیق سیال میں اگر جراثیم موجود ہوں تو یہ اس کی سطح سے خارج نہیں ہوتے + ہوا میں یہ اُسی وقت آویزاں رہتے ہیں۔ جبکہ گرد و غبار یا رطوبت کے قطرات میں یہ چپکے ہوئے ہوں + بہ نسبت سرد کے خشک ہوا میں زیادتی کے ساتھ ہوتے ہیں + نیز آباد مکانات میں بہ نسبت کھلی ہوا کے زیادہ ہوتے ہیں + محدود مقام یا بند کمرے میں جب ہوا کا زور نہ ہو۔ اور ہوا بخوبی تھم جائے تو وہاں کا گرد و غبار اور خاک دھول نہ اور اس کے ساتھ لگے ہوئے جراثیم ابتدریج زیریں سطح پر بیٹھکر اُس مقام کی ہوا جراثیم سے قطعی پاک ہو جائیگی تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ مدارس کے کسی کمرے میں اگر طلباء خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہیں اور زیادہ بات چیت اور نقل و حرکت نہ کریں۔ تو وہاں کی ہوا میں نسبتاً بہت کم جراثیم پائے جائیں گے + عملیات جراحی کے دوران میں سکون و خاموشی کس قدر ضروری ہے؟ اس کا اندازہ مندرجہ بالا صداقت سے کرنا چاہیے اور جراح اور اس کے معاون اشخاص کو غیر ضروری نقل و حرکت اور کثرت گفتگو سے کس قدر پرہیز لازم ہے + اگرچہ تنفس سے خارج کردہ ہوا (ہوائے شہیق[2]) اصولاً جراثیم سے پاک

---

[1] وسعت۔ ڈسٹری بیوشن۔

[2] شہیق۔ اکسپریشن۔

ہوتی ہے۔ مگر بولنے اور کھانسنے کے افعال میں رطوبت کے خفیف ناتریں ذرات خارج ہوتے ہیں۔ جن میں عموماً کثیر التعداد جراثیم کی آمیزش موجود ہوتی ہے۔ + چونکہ یہ جراثیم علی العموم مؤلد امراض ہوتے ہیں۔ اس لیے عملیات جراحی میں مضر ثابت ہو سکتے ہیں +

پانی میں بھی جراثیم کی موجودگی مختلف حالات میں مختلف ہوتی ہے + نل کے پانی میں جو عام طور پر پینے کے لیے استعمال میں لایا جاتا ہے + اس میں جراثیم عام طور پر قلیل تعداد میں ہوتے ہیں + خصوصاً مولد امراض جراثیم کی اقسام تو غالباً اس میں نہیں ہوتی ہیں + اس قسم کا صاف پانی سخت ضرورت کے وقت یا اتفاقی حادثات کے موقعوں پر زخموں کے دھونے میں استعمال کیا جا سکتا ہے + مگر بہتر یہی ہے کہ ایسے پانی کو مطہر[1] ادویہ سے یا اُبال کر جراثیم سے پاک کر لیا جائے +

عموماً قدرتی چشموں یا دیگر ذرائع سے حاصل کردہ پانی میں مضرت رساں جراثیم کی خاص مقدار موجود ہوتی ہے + لہٰذا انسب ہے کہ زخموں یا اعمال جراحیہ میں استعمال کرنے سے پہلے اسکو ابتداءً بخوبی مطہر کر لیا جائے ر دوائے یا اُبال کر +

مٹی کے اندر جراثیم کثیر تعداد میں موجود رہتے ہیں + اور عموماً مضرت رساں اقسام کے ہوتے ہیں +

جلد انسانی جو گرد و غبار اور کثافت و غلاظت سے آلودہ رہتی ہے۔ اس لیے یہ دوسری میلی چیزوں کے مانند جراثیم سے لبریز ہوتی ہے + ان میں سے بیشتر جراثیم جو محض اتفاقیہ طور پر وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ دھونے سے دور ہو سکتے ہیں + مگر چند ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو فطرتاً جلد اور چمڑے میں بسیرا رکھتے ہیں اور چونکہ اندرون جلد میں زیادہ گہرائی تک جا پہونچتے ہیں۔ اس لیے انکا اخراج اور ہلاک ہونا دقت طلب ہوتا ہے +

[1] دوا مطہر، پاک کرنے والی یعنی جراثیم کو ہلاک کرنے والی دوا +

جراثیم غذا کی نالی[1] میں (منہ سے لیکر مبرز تک) کان کی نالی[2]۔ جوف الف کے زیریں حصے۔ آنکھ[3] کے طبقۂ ملتحمہ[4]۔ مردوں میں مجری البول[5] کے ابتدائی حصے میں اور عورتوں میں فرج[6] کے اندر موجود رہتے ہیں + عموماً جوف الف کا بالائی حصہ۔ مردوں میں مجری البول کا اندرونی حصہ اور کنواری عورتوں میں شرمگاہ کا بالائی حصہ یہ مقامات قدرتی طور سے جراثیم سے مبرا رہتے ہیں + اسی طرح تندرست حالت میں مرارہ[7] (پتہ) مجری مرارہ[8] (صفراء کی نالی) اور مجری بانقراس[9] میں بھی جراثیم موجود نہیں ہوتے +

تندرستی کی حالت میں حیوانات کا خون اور جسم کی اندرونی اور گہری ساختیں عموماً جراثیم سے پاک ہوتی ہیں + مگر باریک تحقیقات سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ قلیل التعداد جراثیم مجری غذا سے نکل نکلکر سیلان خون اور عروق جاذبہ کی مائیت میں آئے دن پہونچتے رہتے ہیں + حالت صحت میں یہ جراثیم اپنی افزائش و نشو و نما کے لئے جسم میں مناسب سامان نہیں پاتے۔ اور جلد خون میں ملکر ہلاک ہو جاتے ہیں + مگر جب کبھی صحت درجۂ اعتدال سے گری ہوئی ہوتی ہے۔ تو یہ داخل شدہ جراثیم زندہ اور قایم رہتے ہیں + اور جس حصۂ جسم میں کمزوری پاتے ہیں۔ وہیں اپنی جڑ مضبوط جما کر تعداد میں بڑھ جاتے ہیں۔ اور موٗلد امراض ہوتے ہیں + بعض اوقات گہری ضربات[1] میں (مثلاً جلد کے نیچے کسی عضلے یا رباط کے کٹ پھٹ جانے میں) از خود پیپ[2] پیدا ہو جاتی ہے (جسے اصطلاح میں عدّ وی ذاتیہ[3] کہتے ہیں) وہ غالباً اسی نوع سے واقع ہوتی ہے + (یعنی یہ کہ جو جراثیم خون میں پہلے سے پوشیدہ پڑے ہوئے تھے وہ ضرب و تفرق کے مقام میں کمزوری پاکر بڑھ جانے کا موقعہ پا جاتے ہیں۔ اور ان سے پیپ پیدا ہو جاتی ہے۔ ورنہ بلا جراثیم کے پیپ کا بننا اب محال سمجھا جاتا ہے) +

[1] مجری غذائی۔ ایلی منٹری کینال [2] ملتحمہ۔ کنجنکٹا ئیوا۔ [3] فرج۔ ولوا۔	[4] مرارہ۔ گال بلیڈر [5] مجری۔ ڈکٹ۔ [6] بانقراس دیگر یٹاس	محالس = اثنا عشری تک ایک گلٹی ہو جو کتے کی زبان کی شکل کی ہوتی ہے۔	[1] ضربات۔ بروزن۔ [2] تقیح۔ سپوریشن۔ [3] عدّوی ذاتیہ آٹو انفکشن

عمل احتقان

(۱۰)

احتقان عضلی

(از عالیجناب ڈاکٹر محمد عثمان خاں صاحب ۔ ل ۔ م ۔ س ۔ مامور طبی ریاست بڑودانی)

سالورسن

عضلی پچکاری کیلئے سیال بنانے کی ترکیب

اوپر درج ہوچکا ہے کہ سالورسن پانی میں بخوبی منحل ہو سکتا ہے مگر اسکی تاثیر ترش ہے۔ اکثر محققین کی تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ اس ترش سیال کو نظامِ جسم میں داخل کرنا مناسب نہیں ہے، لہذا نہایت ضروری امر یہ ہے کہ اسے کسی ترکیب سے پہلے شوریا متعاول بنایا جائے۔ پھر داخل جسم کیا جاوے +

سالورسن کی ترشی کو رفع کرکے شوریت یا تعاول میں منتقل کرنے کی بہت سی ترکیبیں مختلف مجربین نے ایجاد کی ہیں + ان سب میں قابل لحاظ اور ضروری امر یہ ہونا چاہیے کہ ترش سے شور بنانے میں اس دوا کے اصلی خواص ماہیت میں انحراف وخرابی نہ واقع ہوجاوے + ذیل میں ہم جو تفصیل درج کرتے ہیں وہ آٹھ سال سے خود ہمارے زیر عمل ہے اور ہمیں ہمارے فاضل دوست ڈاکٹر بلی موریا صاحب بی۔ اے۔ ایم۔ ڈی (مشہور طبیب ماہر علم الجراثیم بمبئی) سے استفادۃً حاصل ہوئی ہے +

طریقہ اول :- (۱) طیاری سیال سے پہلے عامل پوری صفائی اور طہارت بدین حاصل کرلے۔ تمام ضروری ادویات و آلات صاف کمرہ میں میز پر قرینہ سے آراستہ کرلی جاویں پھر کمرہ مخصوص کی ہوا کے رخ کی تمام کھڑکیاں وغیرہ بند کرلی جائیں تاکہ گرد وغبار اور ہوا کی آمیزش کے ذریعہ سیال میں ہوا کے جراثیم وغیرہ کا خراب اثر نہ پہونچ سکے +

(۲) شیشہ کی ایک بخوبی مطہر کردہ کھرل (۲۰ حصہ آب مطہر گرم شدہ میں ۱ حصہ حامض قطرانی (کاربولک ایسڈ) ملاکر چند گھنٹہ پہلے سے کھرل اس میں ڈبو کر رکھی ہوئی ہو پھر آب مطہر گرم شدہ میں بخوبی دھوئی گئی ہو یا گرم بھاپ میں آدھ گھنٹہ تک خشک کر لی گئی ہو) کے اندر سالورسن کے سفوف کی ضروری مقدار ڈالدو (جوان آدمی کے لئے ابتداءً ۶/۱۰ گرام۲ کمزور شخص کے لیے اس سے کم اور عورت کے لئے اور بھی کم مقدار ہونی چاہئے، بچہ کے لئے اوس کی عمر وحالت کے تناسب سے)۔

(۳) اب اس سفوف کے اوپر دو مکعب سنٹی میٹر (۳۴ بوند) روح کمرر (ریکٹی فائڈ اسپرٹ) ڈال دو۔

(۴) اب کھرل کے اندر دس مکعب سنٹی میٹر (۱۷۰ بوند) معمولی سیالِ نمکین مطہر (جسے استعمال سے فوراً پہلے اوبلتے ہوئے گرم پانی کے پیالہ کے اندر رکھکر مطہر و نیم گرم کر لیا گیا ہو) ڈالدو۔

(۵) کھرل کے اندر اب سفوف کو خوب گھول کر ملالو اور حل کر لو۔ کھرل کے اندر کی کسی چیز میں ہاتھ یا اونگلی نہ لگنے پائے، صرف کھرل کے مطہر شدہ دستہ سے گھولتے رہو۔

(۶) اب اس منحل شدہ سیال میں محلول فینال نفطین (فینال نفطین ایک حصہ الکحول ۱۰۰ حصہ میں ملا ہوا سیال) کا صرف ایک قطرہ ڈالدو۔ ابتک کھرل کے اندر کا سیال رقیق ہوگا

(۷) اب اس سیال میں محلول ریہ کاوی مطہر (۱۵ فی صدی طاقت کا بنا ہوا جو معمولی تجربہ گاہ میں موجود ہوتا ہے) قطرہ قطرہ کرکے بہ تدریج ڈالتے جاؤ اور دستہ سے کھرل کے اندر کا نیم منجمد شدہ قوام ہلا ہلا کر ملاتے جاؤ (ریہ کاوی ملانے سے رقیق سیال نیم منجمد بنجائیگا)

۱؎ مطہر کھرل۔ اسٹرے لائزڈ مارٹر	۴؎ فینال تھائی لین سولیوشن۔
۲؎ گرام تقریباً ایک ماشہ کے برابر ہوتا ہے۔	۵؎ فینال تھائی لین۔
۳؎ نارمل سیلائن سولیوشن۔	۶؎ کاسٹک پوٹاش سولیوشن۔

حتیٰ کہ کھرل کے اندر دوا کا مزاج شوریا متعادل ہوجاوے۔ شوریا متعادل ہوجانے کی شناخت یوں ہوگی کہ رفینال تھالی ئین کا جو پہلے ایک قطرہ ملایا گیا تھا اوس کے مادہ کا تجزیہ ہوکر) اب دوا میں خفیف ہلکا سا گلابی رنگ جھلک آئیگا ریا شوریا متعادل مزاج کی مزید تصدیق ہلدی اور کاغذ ٹٹمس کے کاغذ پر ایک قطرہ دوا کا کھرل کے اندر سے نکال کرڈالنے سے بخوبی ہوسکتی ہے)

(۸) اگر اتفاقیہ طور سے ریہ کاوی (کاسٹک پوٹاش) ضرورت سے زیادہ قطروں کی صورت میں گر گیا ہو تو پھر کھرل کے اندر کی دوا میں چند قطرے آہستہ آہستہ ہائیڈرو کلورک ایسڈ ۱۰ فی صدی طاقت کام کے ملاکر دوا کو شوریت کے درجہ پر لے آؤ۔

(۹) اب حاصل شدہ دوا خوب حل شدہ قدرے گاڑھے سیال کی صورت میں یکساں اجزا کی اور قدرے ہلکے گلابی رنگت کی ہونی چاہیئے۔

(۱۰) اس نیم رقیق سیال کو ایک مطہر بڑی پچکاری میں رجسکی مقدار ۲۰۰ بوند کو رکھنے کے لیئے کافی ہو) بہ احتیاط بھرلو یہ خیال رہے کہ خود پچکاری اور سوئی وغیرہ بخوبی مطہر و بہ اصولِ سابق صاف کردہ ہو۔

(۱۱) اب اس کی عضلی پچکاری (سُرین وغیرہ میں) دیجاوے۔

تنبیہ۔ مریض کا جسم بخوبی صاف و مطہر کرلینا چاہیئے۔ پھر پچکاری دینا چاہیئے اکثر ہردو سرین میں نصف نصف مقدار لگائی جاتی ہے تاکہ وہاں سیال مذکور کی کثرت سے بڑی گلٹی نہ بنے۔

انتباہ (۱) مریض کی عام صحت، دل، گردہ اور دیگر احشار کا پہلے بخوبی امتحان کرلینا ضروری ہے۔ پہلے امتحان قارورہ کرلو، اوس کے پیشاب میں البومن رماح) نہیں

ملا۔ نیوٹرل۔

ملا۔ ٹرمرک پیپر (ورق العصفر) ہلدی کا کاغذ

ملا۔ لٹمس پیپر (ورق الشمس) کاہی کا کاغذ۔

ملا۔ ہائیڈرو کلورک ایسڈ۔ حامض نمک اخضری

آنا چاہئے اگر دل گردہ یا کسی عضو میں مرض کی علامت ہو یا کوئی ضعف ہو تو سالورسن نہیں دینا چاہئے ۔

(۲) پچکاری دینے سے پہلے مریض کو چند گھنٹہ قبل ہلکا سا جلاب دینا چاہئے اور پھر بعد پچکاری کے غذا ہلکی و زود ہضم دی جاوے ۔

(۲) طریقۂ دیگر ۔ مندرجۂ ذیل طریقہ جو سالورسن کے محلول بنانے کا لکھا جاتا ہے وہ ہم ڈاکٹر ارنسٹ لیتھم اور ڈاکٹر کرسپ انگلش کی ضخیم اور مستند تصنیفِ طب موسوم بہ "دستور العلاج" سے نقل کرتے ہیں :-

سالورسن کے سرگرم مجربین کے ایک گروہ کا دعویٰ ہے کہ اس دوا کی ایک پچکاری سے مرض آتشک (خواہ اوس کی علامات کسی درجے کی ہوں) کی روک تھام ہو جاتی ہے اور مرض کے جراثیم کا قطعی قلع و قمع ہو جاتا ہے ۔ جرمنی میں اس دوا کی ایجاد کو دنیا اور علم کی تاریخ میں ایک زبردست اور قابلِ یادگار واقعہ خیال کیا گیا ، مگر فرانسادی اطبا نے اس کے متعلق کسی قدر سرد مہری کا ثبوت دیا (دونوں ملکوں کی رقابت مشہور ہے) راقم کی رائے ہے کہ در اصل اس دوا کی ایجاد نے علاجِ آتشک کے لئے ایک زبردست اور قیمتی حربہ مہیا کر دیا اور اس سے پہلے کے سنکھیا کے مرکبات کے مقابلہ میں یہ بیشک بہت کامیاب مرکب ہے اور اوسکے نقصانات سے معرا بھی ہے ۔ مگر پھر بھی اس دوا میں چند خطرات ، چند نقائص اور چند دقتیں ایسی ہیں کہ یہ علاجِ آتشک میں کم از کم سر دست تو پارہ کو بالکل خارج نہیں کر سکتی اور پارہ کی مستحکم جائے اقتدار کو نہیں چھین سکتی ۔"

اس تمہید کے بعد آگے چلکر علامہ ارنسٹ لیتھم سالورسن کے سیال بنانے کی ترکیب یوں بیان کرتے ہیں :-

ا؎ طریقۂ ارنسٹ لیتھم ۔ ۲؎ دستور علاج سسٹم آف ٹریٹمنٹ ۔

معہ سالورسن کی مقدار ایک تندرست توانا بالغ شخص کے لئے اوسطاً ۸ گرین (۴ رتی) لینا چاہئے۔ اس میں ۶ بوند کاسٹک سوڈا سولیوشن (۲۰ فیصدی طاقت کا بنا ہوا) ملادیا جائے۔ اس کے بعد قریب ۳ ڈرام (تین چائے کے چمچے بھر) معمولی سیالِ نمکین (مطہر شدہ) ملانا چاہئے۔ اب حاصل شدہ سیال کے مزاج کو متعادل بنانے کے لئے فی نائل تھائی مین اور گلیشیل ایسیٹک ایسڈ کا سیال (ضعف فی صدی طاقت کا الکحل میں بنا ہوا) اس میں آمیز کیا جاوے، اس طرح آہستہ آہستہ قطرے ڈالے جائیں کہ بالآخر سب دوا کا رنگ ہلکا گلابی سا ہو جائے، اس ہلکی گلابی رنگت سے یہ معنے سمجھنے چاہئیں کہ دوا کی تاثیر و مزاج میں خفیف شوریت پیدا ہو گئی ہے اور سالورسن کی فطری ترشی اب نہیں رہی ہے اب اس طرح طیار شدہ دوا کو مطہر اور صاف پچکاری میں بھر کر سرین کے عضلات کی گہرائی میں یا دونوں شانوں کی ہڈیوں کے درمیانی عضلات کے تہ کے اندر نصف مقدار ایک طرف نصف مقدار دوسری طرف لگائی جائے۔ وریدی پچکاری کی ترکیب قدرے مختلف ہے جو بعد میں درج ہوگی۔

سالورسن کا حقنہ مبرزی کی راہ سے اکثر اطبا مذکورہ بالا ترکیب کے مطابق سالورسن کا محلول طیار کر کے مبرزی کی راہ سے بھی دیتے ہیں۔ یہ عمل زیادہ تر بچوں میں کیا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں طیار شدہ سیال میں، سیالِ نمکین کی زیادہ مقدار (قریب ۴۰ یا ۵۰ کعب سنٹی میتر یا قریب گیارہ یا بارہ چائے کے چمچہ کی مقدار میں) اور ملا دینا چاہئے تاکہ دوا جلد جذب ہو سکے۔ سالورسن کا حقنہ دینے سے پہلے مریض کو ایک جلاب دیدینا ضروری ہے، اور حقنہ دینے سے پہلے کسی قسم کی غذا نہ دی جائے بلکہ مریض کو فاقہ کرنا چاہئے اور بعد میں بستر پر آرام کرنا چاہئے اور ہلکی غذا لینی چاہئے۔

۱ کاسٹک سوڈا سولیوشن۔ محلول سوڈا کاوی۔	۴ متعادل۔ نیوٹرل۔
۲ ڈرام۔ درہم۔	۵ فینائل تھائی مین۔ قیرال نفطین
۳ سیال نمکین۔ سیلائن سولیوشن	۶ ایسٹک ایسڈ۔ حامض خلی جلیدی (تیزاب سرکہ جو برف کے مانند جمتا ہے)

مذکرۂ طبیہ

قدح کبریتی

(از حکیم شبیر احمد صاحب انصاری - راجپور)

شادانی صاحب کا قدح کبریتی علمی منازل سے اتنا ہی دور ہے جتنا کہ مشرق سے مغرب کیا اچھا ہوتا کہ طبیہ کالج دہلی کے طلباء جتنے مغربی تحقیق کے شیدائی ہیں اسیطرح فلسفۂ مشرق کے بھی دلدادہ ہوتے (المسیح علمی مسائل کی تحقیق میں مشرقیت و مغربیت کا سوال درمیان میں نہ آنا چاہیے) •

حضرت کوثر صاحب کے قدح کبریتی کیلئے آب کوثر بخشنا اور یہ فرمانا کہ اثرات کے ساری ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ گندھک کے اجزاء بھی اس میں آمیز ہوں جتنا سچا پکا اور صداقت سے پُر ہے اتنا ہی فلسفۂ قدیم اور تحقیق ایشیائی کے بھی موافق۔ جناب شادانی صاحب نے حضرت کوثر صاحب سے اسکی دلیل طلب کی ہے۔ کوثر صاحب تو ضرور ہی اس قدح کو آب کوثر سے بھرینگے لیکن میں بھی آب زمزم پیش کرتا ہوں •

اسلامی مغز ریزی اور فلسفۂ قدیم کی کتاب شرح اشارات مصنفہ علامہ طوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ کو ہاتھ میں اٹھائیے صفحہ ۹۰ میں اس بات کی تائید اور تصدیق کیجئے کہ شے کے اثرات ظاہر ہونے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ اوس شے کے اجزا بھی متاثر کے اندر آمیز ہوں۔ علامہ چند دلائل پیش کرتے ہیں کہ اگر مؤثر کے اجزا متاثر کے اندر حلول کرتے ہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ اگر دو برتنوں میں یکساں پانی گرم کریں جنمیں سے ایک برتن متصف (ٹھوس) مستحکم الجرم ہو جیسے تانبہ یا پیتل کی دیگچی اور دوسرا متخلخل کشادہ صغیر مسامات والا ہو۔ جیسے مٹی کی ہانڈی۔ تو چاہیئے کہ پہلے مٹی کے برتن میں پانی گرم ہوا کرے۔ کیونکہ اجزاء نار بسبب کشادگی مسامات ہانڈی کے اندر آسانی اور جلدی سے پہونچیں گے۔ بخلاف دیگچی اور

بتلی کے۔ حالانکہ معاملہ اس کے بالکل عکس ہے ۔

دوسرے اگر کسی گرم ظرف کا مُنہ اتنا زور سے باندہ دیں کہ اوس کے اندر کوئی لطیف سے لطیف چیز بھی نہ جا سکے اور پھر اوس کے نیچے آگ روشن کریں تو لازم آتا ہے کہ اوس ظرف کے اندر کی چیز کبھی بھی معتدبہ یا تیز گرم نہو۔ کیونکہ اس مذہب کی بنا پر ظرف معصوم کے مسامات کے اندر اجزاء نار پہلے سے موجود ہیں اور جس وقت تک یہ اجزائے سابقہ جدا نہ ہویں تب تک دیگر اجزاء کا جانا اون مسامات کے اندر محالات سے ہے کیونکہ تداخل محال ہے ۔

علامہ کے اور دلائل بطور سپر آیندہ کے لیے رکھتا ہوں اور جو اسوقت میرے ذہن میں ہیں اونکو ہی صفحہ قرطاس پر لاتا ہوں۔ شمع یا آفتاب جو ہمکو روشنی بخشتے ہیں آیا مکان یا زمین و آسمان کی فضا یا خلا یا ہوا میں اون کے ذرات روشنی کے ساتھ موجود ہوتے ہیں یا نہیں۔ ہر منطقی اور فلسفی جانتا ہے کہ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اگر روشنی اجزاء شمع یا اجزا آفتاب کی بنا پر ہوتی تو روشنی کو معاً چراغ کے گل ہو جانے۔ آفتاب کے غروب ہو جانے پر ختم نہ ہو جانا چاہیے تہا۔ بلکہ ابقاء روشنی اوس عرصہ تک قایم رہنا چاہیے تھی جب تک اجزاء سراج و آفتاب فضا میں موجود رہیں۔ حالانکہ واقعہ اس کے بالکل خلاف ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روشنی کا مدار اجزا پر نہیں ہے اور آفتاب و شمع بذریعہ اجزا فضا پر اثر نہیں کرتے۔ نیز تولید اثمار۔ بالیدگی اثمار۔ مدو جزر (جوار بھاٹا) سمندر کا اوتار چڑہاؤ تاثیر قمر پر موقوف ہے۔ مگر اجزاء قمر اثمار و اشجار کے اندر نہیں آتے۔ تولید اشجار۔ پختگی اثمار۔ پختگی زراعت، نمو نباتات، پیدایش حلاوت۔ تاثیر شمس پر موقوف ہیں۔ مگر اجزاء شمس اثمار کے اندر حلول نہیں کرتے

جب یہ بات پایہ ثبوت کو پہونچ گئی کہ موثر کے اجزا متاثر کے اندر حلول نہیں کرتے

توگندھک کے اجزاء اگرچہ پانی کے اندر محلول نہیں ہوتے مگر اثر یا کیفیت ضرور اثر کر جاتی ہے۔ اسی قاعدہ پر قیاس کیجئے۔ عرق فولاد کو اگرچہ اجزاء فولاد عرق کے اندر نہیں آتے۔ مگر اثر فولاد ضرور بالضرور عرق مذکور میں حاصل ہو جاتا ہے۔ رہا حکیم الٰہ بخش صاحب فیروزپوری کا یہ فرمانا کہ تاروں کا بہت سا حصہ اُس میں پانی ہو کر آجاتا ہے جسکا وزن تاروں سے معلوم ہو جائیگا۔ اس کا جواب آپ کی تقریر سے خود نکلتا ہے کیونکہ آپ فولاد میں فلزی اجزاء نہ مانتے ہوئے تصعید فولاد سے انکار کرتے ہیں۔ نہ اوس کے اجزاء سیال سے اور حکیم الٰہ بخش صاحب سیال کے متعلق فرمارہے ہیں کہ تاروں کا بہت سا حصہ پانی میں آجاوے گا نہ عرق میں بلکہ عرق میں محض اثر ہی آوے گا۔

اب میں تصویر کا دوسرا رُخ اختیار کرتا ہوں یعنی گندھک پانی میں محلول ہو سکتی ہے کتاب میبذی کے پڑھنے والوں کو معلوم ہے کہ گندھک کا سبب مادی یا اجزاء ثانیہ انجرہ اور ادخنہ۔ مائیت ارضیت ہیں اور اسباب فاعلی حرارت۔ برودت ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ پانی کے اندر یہ تمام اجزا محلول ہوں۔ بلکہ محض انجرہ اور ادخنہ کا پانی کے اندر آجانا کافی ہے کیونکہ انجرہ اور ادخنہ پانی سے بالضرور منفعل ہوتے ہیں اور اُن کی مقدار اگرچہ جزء لایتجزیٰ کی مقدار میں ہو۔ ممکن ہے کہ وہ حرارت جو مائیت کے ساتھ خمیر ہو کر دھنیت پیدا کرتی ہے۔ کچھ اپنے مخالف یعنی پانی سے منفعل ہو کر حرکت میں آتی ہو اور خفیف سے خفیف دھنیت اُن بخارات غیر محسوسہ کے ذریعہ جو پانی اور حرارت کے ملنے سے پیدا ہوئے ہوں اوس حرکت کے ساتھ پانی میں مل جاتی ہو۔ اگر کچھ شبہ ہو تو شادانی صاحب اپنے بیان کی تصدیق میں کیمیائے جدید کے موافق کبریت کے اجزا کی تشریح فرمائیں۔

دعوت نامہ

سالانہ اجلاس دوازدہم آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس

جناب مکرم۔ تسلیم

طبی دنیا میں یہ خبر خوشی اور مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ کانفرنس کے سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کے فیصلہ کے مطابق کانفرنس کا بارہواں سالانہ اجلاس بتاریخ ۱۶ ۱۷ ۱۸ مارچ ۱۹۲۳ء بروز جمعہ۔ شنبہ و یکشنبہ بڑی رونق و شان کے ساتھ دار السلطنت ہند دہلی میں منعقد ہوگا جس میں ہندوستان کے ہر حصہ کے وید و اطبا کا اجتماع عظیم ہوگا اور دیگر ہمدردان و بہی خواہان دیسی طبی فنون کے علاوہ لیڈران ملک بھی تشریف لائینگے

کانفرنس کے اجلاس کے ساتھ ان ہی تاریخوں میں حسب معمول ایک مہتم بالشان طبی نمایش بھی ہوگی جسمیں آیورویدک اور یونانی طب کی عجیب و غریب بیش بہا اور نادر اشیا دکھائی جائینگی۔ اجلاس و نمایش کے انتظامات نہایت گرمی کے ساتھ شروع ہوگئے ہیں اور استقبالیہ کمیٹی نہایت مستعدی اور تندہی کے ساتھ کام کر رہی ہے۔

جس طرح ایک دانہ خاک میں ملکر شگوفہ۔ شگوفہ سے نہال۔ نہال سے درخت بنتا اور اپنے ثمرات سے دنیا کو گوناگوں فوائد بخشتا ہے اسی طرح یہ دیسی طبی تحریک اور اسکے کامیاب نتائج آپ کے سامنے ہیں اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہندوستان کی قدیم طبیں پستی اور گمنامی کے مدفن سے نکلکر اپنے عروج سابق پر پہنچنے کی منازل تدریجی کامیابی کے ساتھ طے کر رہی ہیں۔ ایک وہ وقت تھا کہ ان طبوں کی لہلہاتی کھیتی باد مخالف کے زبردست تھپیڑوں سے سرنگوں اور پامال ہوچکی تھی اور دنیا میں انکی اس بوں حالی پر کوئی دو آنسو بہانے والا نہ تہا۔ یا اب ایک وقت یہ ہے کہ ملک کے گوشہ گوشہ سے انکی حمایت و حفاظت کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں اور ان کی بقائے حیات و استحکام و دوام کے لیے کوششیں عمل میں آرہی ہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں غالباً آپنے

بھی سنا ہوگا کہ مدراس کونسل کے توجہ دلانے پر مدراس گورنمنٹ کی طرف سے ایک تحقیقاتی کمیٹی بایں غرض بنائی گئی ہی کہ وہ دیسی طبوں کی ترقی کے وسایل و ذرایع پر غور کرے اسی مقصد کے لیے ایک کمیٹی صوبہ بنگال میں بھی قایم ہوئی ہے اور وہاں کے بعض مقامات میں دیسی طریق علاج کے شفاخانے بھی جاری کیے گئے ہیں۔ صوبہ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کی گورنمنٹ نے ایک خاص رقم (اگرچہ اسکو کافی نہیں کہا جاسکتا) دیسی طبوں کی امداد و ترقی کے کاموں میں صرف کرنے کی منظوری دی ہے۔ پنجاب و بمبئی وغیرہ دیگر صوبجات میں بھی اسی قسم کی تحریکیں ہو رہی ہیں اور اُنکے بہتر نتایج ظاہر ہونے کی توقع ہے۔ سرکاری حلقوں کے باہر اس تحریک کے متعلق جو کچھ کام ہو رہا ہے وہ بھی آپ سے پوشیدہ نہیں ہے غرضکہ دیسی طبی تحریک کو ملک میں جسقدر ہر دلعزیزی اور قبول عام حاصل ہوا وہ اپنی زبان سے شاہد حال ہے اور اُنکا شاندار مستقبل اب بہت قریب نظر آتا ہے۔

یہ تمام نتایج ہیں اس سچائی۔ نیک نیتی۔ خلوص۔ پاکبازی اور ایثار کے جو قدرت نے اس تحریک (کانفرنس) کے بانی فدائے ملک و امام فن عالیجناب مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب کی ذات ستودہ صفات میں ودیعت فرمائی ہیں اور جن کے وجود با جود پر ہر ایک محب ملک ہندوستانی بجا طریقے سے فخر کر سکتا ہے۔

سنہ ۱۹۲۳ء اہل ہند کے لیے بالعموم اور طبی دنیا کے لیے بالخصوص ایک اور نئی خوشخبری لایا ہے۔ اگر کانفرنس کا دسواں سالانہ اجلاس اس حیثیت سے ایک یادگار اجلاس تھا کہ اس موقع پر مہاتما گاندھی صاحب کے ہاتھوں ہندوستان کی سب سے بڑی طبی درسگاہ آیورویدک اینڈ یونانی طبی کالج دہلی کا افتتاح عمل میں آیا تھا تو کانفرنس کے بارہویں سالانہ اجلاس کو یہ فخر میسر ہونیوالا ہے کہ اس اجلاس کے موقع پر کالج مذکور کی طرف سے ہندوستانی دواخانہ دہلی کی طرح ایک آیورویدک دواخانہ موسومہ "آیورویدی رساین شالا طبی کالج دہلی" کا افتتاح ہوگا جسمیں ویدک دوائیں صحیح اور مستند اصولوں اور ٹھیک اجزا کے ساتھ تیار ہوا کریگی اور

اور اسطرح ملک وفن کی بالعموم اور ہندو پبلک اور فن آیور ویدک کی بالخصوص ایک بہت بڑی ضرورت پوری ہو جائیگی + اب میں آپکی خدمت میں بارہویں سالانہ اجلاس کی دعوت پیش کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ آپ معہ اپنے ہم پیشہ مقامی احباب کے اس جلسہ کی شرکت کیلئے ضرور تکلیف گوارا فرمائیں اور اپنے قیمتی مشورہ اور گراں قدر ہمدردی سے کانفرنس کی امداد فرمائیں نیز وہ طبی چیزیں جو اپنی خوبیوں کے لحاظ سے درجہ امتیاز رکھتی ہوں اور قابل نمائش سمجھی جاتی ہوں بہ نظر ہمدردی و بہی خواہی فن نمائش کے لیے ضرور بھیجیں یا اگر دوسروں کے پاس ایسی چیزیں ہوں تو اُن سے بھجوائیں +

مثلاً ویدک یا یونانی طب کی کمیاب نادر پرانی یا قابل قدر جدید تصنیف شدہ کتابیں۔ دواسازی اور جراحی کے متعلق قدیم یا نوایجاد دیسی آلات۔ کمیاب اصلی مفردات جن کے بجائے عام طور پر نقلی دوائیں رائج ہیں نوایجاد اہم مرکبات تر یا خشک جڑی بوٹیاں جو کمیاب ہوں یا جدید تحقیقات سے قابل قدر پائی گئی ہوں قدیم یا جدید تشریحی سامان جس سے جسم انسانی کے حالات معلوم ہو سکیں۔ نیز اسی قسم کی دیگر اشیا برائے نمائش آنی چاہئیں۔ نمائش کے قواعد امسال بھی وہی ہونگے جو سالہائے گذشتہ میں تھے۔ آتشگیر اجزا کی کوئی چیز براہ کرم نمائش کے لیے نہ بھیجی جائے۔ ماہران دیسی طبی فنون کی ایک خاص کمیٹی تمام نمائشی چیزوں کا معائنہ اور جانچ کرے گی اور جو چیزیں اس کی رائے میں قابل قدر ہونگی ان پر کانفرنس کی طرف سے تمغہ یا سارٹیفکٹ یا انعام دیا جائیگا نمائشی سامان اور کانفرنس کے لئے اگر آپ کوئی رزولیوشن (تجویز) یا مضمون بھیجنا چاہتے ہیں تو وہ رزولیوشن یا مضمون ۵ر مارچ ۱۹۲۳ء تک آ جانا چاہئیے +

نوٹ۔ مہمانان سے بجز فیس ممبری کانفرنس پانچ روپیہ کے اور کوئی فیس قیام طعام وغیرہ کی نہیں لی جائے گی +

خاکسار رام سنگھ وشید آنریری سکرٹری

بزم احباب

(۱)

ہم غایت تشکر و اطمینان سے حکیم مولوی شمس الدین احمد صاحب کراچی حکیم مولوی محمد یعقوب صاحب کپور تھلہ۔ حکیم مولوی محمد عبد الکریم صاحب فیروزپوری کا نام نامی سناتے ہیں۔ جنہوں نے کمال جوش و مسرت سے جمعیت کی مبارک تحریک کا خیر مقدم کرتے ہوئے زر چندہ مرحمت فرمایا۔ حکیم شمس الدین احمد صاحب نے رقم چندہ کے علاوہ مزید عطیہ بھی عنایت فرمایا ہے*

دیگر تخیلات کی تیزی کو کیا کیجئے کہ جب چندہ کا ذکر آتا ہے۔ تو خیالی پرواز بلا ارادہ مجھے نظامی لاہوری کے آستانہ عالیہ تک لیجاتا ہے۔ اور خالی داماں وہاں سے لوٹنا پڑتا ہے*

معتمد جمعیت

نظامی صاحب بلا سے پرانے بسکپروں کو بلائیں اور مطلب کی بات ..... (چندہ) یونہی اڑائیں مگر میں تو "پیڑ کل" "چھند" اور "چیر و غٹو مس" کو للکارنا چاہتا ہوں۔ مسٹر ارارا تاہم۔ بڈھے میاں گھڑی ساز عرف مدھڑ۔ کنجوس منحوس۔ قاضی پاجی۔ عاشق برق رفتار۔ "ڈاکٹر ڈب ڈب ڈاون" کا تو ذکر ہی کیا۔ ان سب نے منقار زیر پر دبا کر ایسی خاموشی اختیار کر رکھی ہے کہ ترک موالات کا یقین اور سکتہ جمع جمود و شخوص کا دھوکہ ہوتا ہے۔ اگر یہ خیال غلط ہے تو پھر یہ بالکل سچ ہے کہ کل علاقہ میسور۔ برار اور جہلم کے علاقے نیز سہارنپور کے گرد و نواح میں مرض النوم وبا پھیل گیا ہے۔ البتہ قصوری صاحب اس سے مستثنیٰ ہیں۔ انکے متعلق میں یہ سوچ رہا ہوں کہ انکی گم شدگی کا اشتہار روزنامہ زمیندار میں دوں یا سول ملٹری گزٹ میں۔ فقط

مکرر آنکہ باقی سو بجان این نگست ہم اس عبارت میں اپنے القاب پاکر سین بجبین ہوں*	شادانی

بزمِ احباب کے لئے چند آنسو

ذیل کا پُرسا حضرت نظامی نے جناب حکیم فرید احمد صاحب عباسی کے نام حکیم مقصود احمد صاحب عباسی کے انتقال پُرملال پر روانہ کیا تھا۔ جسے حکیم فرید احمد صاحب عباسی نے دفتر المسیح میں "بزم احباب" کے لیے بھیجا ہے۔ محترم مرحوم کے انتقال پُرملال کی خبر پچھلے ماہ المسیح میں درج ہو چکی ہے۔ معتمد

ایں ماتم سخت است کہ گویند جواں مُرد

برادر مکرم! تسلیم

آج مجھے حکیم محمد کبیر الدین صاحب کے خط سے واقعۂ درد انگیز اور سانحہ حسرت خیز کی خبر پڑھ کر کلیجہ دھک سے رہ گیا کہ آپ کے برادر خورد اور طبیہ کالج کے مایۂ ناز فرزند مولوی حکیم مقصود احمد صاحب عباسی نے مرض جگر کے ایک غلط اپریشن کی وجہ سے داعی اجل کو لبیک کہا انا للہ وانا الیہ راجعون ؎

کلیجہ مُنہ کو آئے دل پھڑک اُٹھے جگر تڑپے

یہ وہ ماتم ہے جو اک دم سُنے دو دو پہر تڑپے

افسوس! ہستی کا چمن کس قدر ناپائدار چمن ہے اور زندگی کا گلشن کتنا بے اعتبار گلشن ہے۔ خندۂ گل پر گریۂ شبنم بتاتا ہے کہ ہر ذی حیات کا آب و دانہ یہاں سے اُٹھا ہوا ہے۔ اے باغ ہستی کی ہوا کھانے والو۔ ہمسفرو! کہو اے بے ثبات اور خیالی عالم کی تر و تازہ ہواؤں کے جھونکوں میں کیا خزاں کا عالم دیکھ رہے ہو۔ تمناؤں کے پھولوں نا اُمیدیوں کی اوس پڑ رہی ہے ؎

اِس گلشن ہستی میں عجب دید ہے لیکن

جب آنکھ کھلی گل کی تو موسم ہو خزاں کا

حکما نے حقیقۃ الاشیاء کے عجائب خانے قائم کیے۔ اطبا نے ملک الموت سے

نوک پہنچے کی ٹھہرائی۔ منطقیوں نے حقوق کا گورکھ دھندا تیار کیا۔ زبان دانوں نے
ہندی کی چندی نکالی۔ مہندسوں نے ان گنا کچھ نہیں چھوڑا۔ عقلوں نے زور لگائے
خیالوں نے بلند پروازیاں کیں۔ تدبیر نے ناخن گھسے۔ جستجو نے پاؤں تھکائے۔ مگر
یہ نہ کھلا کہ دُنیا معمہ کیا ہے۔ آخر سب نے مرشد فنا کے ہاتھ پر بیعت کر کے راضی بہ
رضا کا ورد شروع کیا اور ہستی کو خیرباد کہہ کے عدم کی راہ [illegible] سے

موت سے کسکو رستگاری ہے آج وہ کل ہماری باری ہے

اب میں آپ کو توفیق صبر اور مرحوم کی مغفرت کے لئے ہاتھ اُٹھاتا ہوں۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

فقیر محمد چشتی نظامی

تحریک انتساب اسمی

المسیح کے پرچے ہمیشہ اپنے اصلی آب تاب سے برابر پہنچتے رہتے ہیں جن سے آپکی
قیمتی خیالات کے دُرّ بے بہا کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اور طبیہ کالج کے فیوض
سے مستفیض ہونے کا موقع ملتا ہے۔ نیز بزم احباب کے سلسلے میں پڑنے والے دوستوں
معزز مشفقوں کی نصف الملاقات بھی حاصل ہوتی رہتی ہے۔ خدا [illegible] اس سلسلے کو
ہمیشہ باقی رکھے۔ تحریک انتساب اسمی کے تحت میں عجب عجیب لفظ نظر آئے
خصوصاً اجملطیکسمے نے تو ڈارون کے نشو و ارتقاء کا مسئلہ زندہ کر دیا۔ یعنے الفاظ
میں بھی نشو و ارتقا شروع ہوا۔ البتہ مسیحی اجملی کے لفظ میں کچھ سادگی ہے۔ لیکن وہ موزوں
نہیں خصوصاً مسیحی میں کاملِ مسیحی یاد آتے ہیں۔ میرے ناقص خیالات میں سب سے اشرف
واعلیٰ و اجمل لفظ شریفی یا مجیدی معلوم ہوتا ہے۔ خصوصاً اطباء
مجیدیہ کا استعمال مجلہ طبیہ کے پرچوں میں کبھی ہوتا رہا ہے۔

آپ کا عقیدتمند۔ ہبۃ اللہ

لفظ "طبیک" کی تشریح

بذریعہ سابق المسیح کے میں نے بزم احباب میں لفظ "طبیک" رائج ہونے کی تحریک پیش کی تھی جسپر معتمد صاحب نے ایک شذرہ تحریر فرما کر کچھ تھوڑا سا اختلاف ظاہر فرمایا اسلئے مجھے ضرورت ہے کہ میں اس لفظ کی تشریح کروں کہ یہ کس طرح بنا ہے جس کے بعد [illegible] یہ ظاہر ہو جاوے گا کہ میرے پیش کردہ لفظ میں اور معتمد صاحب کے لفظ میں کوئی بھی اختلاف نہیں ہے۔ دونوں ایک ہیں۔ میں نے اُن چند باتوں کا خیال کیا ہے جسپر معتمد صاحب کا غالباً خیال نہیں گیا ہے اور نیز تشریح سے لفظ "طبیک" کی وہ وحشت بھی دور ہو جائیگی جس سے وہ بادی النظر میں مہمل معلوم ہوتا ہے۔ جسکی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ نیا لفظ ہے اس سے کان نا آشنا ہیں یا مانوس نہیں ہیں۔ جب یہ رائج ہو جاوے گا اور کان مانوس ہو جاوینگے تو کوئی بھی اسمیں وحشت یا کھٹک نہیں رہے گی۔

خیر اصل نام طبی کالج ہے جسکے دو لفظ ہیں طبی اور کالج معتمد صاحب نے صرف لفظ "طبی" لیا اور کالج چھوڑ دیا۔ میں ذرا اور آگے بڑھ گیا یعنے لفظ کالج کا کاف لیکر لفظ "طبی" میں ملا [illegible] جس سے لفظ "طبیک" بنگیا۔ لیکن ایسا میں نے کیوں کیا؟ اس لئے کہ صرف "طبی" ایسا عام لفظ ہے جو ہر طبیب جائز طور سے اپنے نام کے آگے تحریر کرنے کا مجاز و مختار ہے۔ لیکن حرف کاف شامل کر کے "طبیک" بنا لینے سے وہ صرف ہمارا خاص لفظ ہو جاوے گا۔ غیر طبیب اگر خود کو "طبی" لکھے گا تو اوس کے پاس ایک دلیل ہوگی کہ یا ئی نسبت کی ہے اسلئے وہ اوسکا جائز حقدار ہے۔ لیکن "طبیک" اگر کوئی غیر جماعت کا شخص لکھے گا تو اوسکے پاس کوئی بھی تاویل نہوگی جس سے وہ اوسکا حقدار بن سکے اسلئے اُسکا ضمیر اُسے خود ملامت کرے گا کہ میں غیر لفظ کی طرف خود کو کیسے منسوب کر دوں جبکہ میرے پاس کوئی بھی دلیل نہیں ہے۔

اور میرے اس خیال کی تائید مزید اس سے ہوگئی کہ میں نے لفظ "علیگ" پر غور کیا کہ یہ کس طرح بنا تو علی گڈھ میں بھی دو لفظ پائے ایک علی دوسرا گڈھ۔ دوسرے لفظ گڈھ کا اول حرف گاف لیکر لفظ علی میں شامل کر دیا۔ جس سے "علیگ" بنگیا جو بالکل مہمل اور بے معنی ہے۔ لیکن آخر واضع علیگ نے ایسا کیوں نہیں کیا کہ وہ صرف علی گڈھ سے اول لفظ "علی" لے لیتا اور گڈھ کو چھوڑ دیتا جیسا کہ ہمارے معتمد صاحب نے طبی کالج سے صرف لفظ طبی لینا پسند فرمایا۔ غالباً اُس کی وجہ یہ تھی کہ لفظ "علی" اگر وہ لیتا تو یہ کوئی خاص لفظ نہ تھا اس میں اشتراک اور ابہام تھا۔ بہت سے نام علی ہو سکتے ہیں۔ یہ ناموں کے ساتھ لگایا جاتا ہے۔ تخلص قایم ہو سکتے ہیں۔ غرضکہ اس کے بہت سے جایز حقدار تھے۔ جسمیں اوس نے گاف شامل کرکے اپنا اک خاص لفظ "علیگ" بنالیا اور اشتراک کو دور کر دیا۔ مانا کہ اسپر بھی اگر کوئی غیر شخص لفظ "طبیک" یا طبی اپنے نام کے ساتھ لکھے تو روک کوئی نہیں سکتا مگر ان دونو الفاظ میں فرق باہمی بہت بڑا ہے جسکی بعینہٖ یہ مثال ہوگی کہ شلاً قوم سید میں سے ہر شخص مجاز رکھتا ہے کہ خود کو سید کی اولاد کہے اسکا حق جائز ہے۔ لفظ عام ہے۔ مگر سید عمر یا سید بکر یا سید زید کی اولاد خود کو کہے دراں حالیکہ وہ اُسکا بیٹا نہ ہو تو یہ اوسکا حق جایز نہیں اپنی تخصیص اس طرح کرکے کہنے کے یقینی یہ معنے ہیں کہ وہ اپنے صحیح النسب ہونے سے انکار کر رہا ہے بس یہی فرق ہے "طبی" اور "طبیک" میں۔ اور خدا وہ دن تو کرے کہ کوئی لفظ مشہو ہو جاوے تو رجسٹرڈ کراتے ہوئے ہمیں کتنے دیر لگتی ہے۔

بہر حال اتنی زیادہ سمع خراشی سے یہ بھی خوب واضح ہوگیا کہ (طبیک) کوئی مہمل لفظ نہیں ہے اور اگر مہمل ہی کہا جاوے تو پھر میں یہ کہونگا کہ اصولاً کسی نام رکھنے یا اصطلاح قایم کرنے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ بامعنے اور موضوع ہے لفظ درکار ہوں۔ زید۔ عمر۔ بکر۔ خالد۔ کلو۔ ننھے۔ ببن۔ بدہن وغیرہ وغیرہ۔ علی ہذا بہت سے

شہروں کے نام ایسے ہیں جنکے کوئی بھی معنے نہیں ہیں اور اگر اسماء کے معنے ہوتے بھی ہیں تو وہ مقصود نہیں ہوتے۔ عبد علی۔ عبد رسول۔ نبی بخش۔ یار رسول بخش وغیرہ وغیرہ یہ نام اگرچہ با معنے ہیں۔ مگر کون کم بخت مسلمان ایسا ہوگا جو انکے معنے کا لحاظ کرکے نام رکھتا۔ الغرض جبکہ اصطلاح یا نام کے لیے معنے کا ہونا کوئی ضروری بات نہیں ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم ایسے خوبصورت لفظ (طبنیک) کو اسلئے چھوڑ دیں کہ با معنے نہیں ہے۔ اور "طبی" (طبیگ) جو بالکل عام لفظ ہے اوسکو اختیار کریں ✦ محمد احمد حکیم کامل۔

ہمارے دوست مولوی حکیم محمد احمد صاحب مراد آبادی نے اگرچہ بزور ثابت کرنا چاہا ہے کہ لفظ طبی عام اور طبیات خاص ہے۔ اور یہ کہ طبی کو ہر طبیب جائز طور پر استعمال کر سکتا ہے۔ مگر طبیگ کو استعمال کرنے کا وہ حقدار نہیں ہے۔ اور اس کے استعمال کرنے کی کوئی دلیل اُس کے پاس نہ ہوگی ✦

لیکن ہمارے دوست نے یہ خیال نہیں کیا کہ ہندوستان میں کئی درسگاہیں طبی کالج کہلاتی ہیں۔ اور ہماری طرح انکے سند یافتہ بھی جائز طور پر لفظ طبیات کو استعمال کرنے کے حقدار ہیں۔ مثلاً اس وقت بھی نظام طبی کالج۔ بھوپال طبی کالج لکھنؤ طبی کالج۔ وغیرہ مشہور ہیں۔ ان کے سند یافتگان کیوں اس لفظ کے استعمال کے مجاز نہوں گے۔ ہمارے کالج کا اصلی نام آیر وید کِ و یونانی طبی کالج ہے۔ اور مدراس کے ایک طبی کالج کا نام قدر یہ طبی کالج ہے۔ ان دونوں ناموں میں "طبی کالج" کا لفظ مشترک ہے۔ اسی طرح اور بھی کئی درسگاہیں طبی کالج کہلاتی ہیں۔ اگرچہ اُن کا درجہ بہت گرا ہوا ہے۔ مگر کالج کے بلند نام کے استعمال سے کون روک سکتا ہے۔ بہرحال ہمیں کوئی ایسا لفظ تجویز کرنا چاہیے جو مختصر ہونیکے باوجود خصوصی ہو اور اگر وہ کلٹ۔ بن۔ نقو۔ بُمر تھو کی طرح بے معنے نہو تو زیادہ بہتر ہے۔ اگرچہ مجھے اس میں بھی شبہہ ہے کہ یہ سب بازاری الفاظ بے معنے ہیں) کبیر الدین

اسئلہ

(۴۵) عرصہ دو سال سے دونوں آنکھوں کے سامنے دو شکلیں شکل مچھر ہر وقت اڑتی نظر آتی ہیں۔ نظر ضعیف ہے۔ ابتدائے نزول کا بہت علاج کیا لیکن فائدہ نہیں ہوا۔ چکنی دوا بھی استعمال کی لیکن بے سود۔ تشخیص مرض اور شافی علاج کی ضرورت ہے۔ جناب مدیر اور ڈاکٹر محمد عثمان خاں صاحب توجہ فرمائیں۔

ناظم صاحب کا نسخہ جو کہ ماہ جنوری میں درج ہوا ہے۔ اس میں پارہ۔ سرمہ اور سکہ کے مصفیٰ کرنے اور جست مکلس کی ترکیب نہیں لکھی براہ مہربانی یہ تراکیب درج المسیح فرمائیں۔ خریدار ۲۷۱

(۴۶) سل غدوی کے بارے میں تحریر کریں کہ ان کے غدودوں کی حقیقت کیا ہے؟ حکیم نر سومل

(۴۷) ایک عورت عمر ۱۸ سال شادی شدہ ہے۔ ابتک کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ حیض باقاعدہ ہوتا ہے۔ لیکن پیٹ میں (ناف کے نیچے زیادہ) دورہ سے سخت درد ہوتا ہے۔ جو دو تین روز تک پریشان کیے رہتا ہے۔ پیٹ میں درد کے وقت ایک گولی سی محسوس ہوتی ہے۔ جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوا کرتی ہے پیٹ میں نہ نفخ ہوتا ہے اور نہ قبض اور نہ اسہال۔ قے آنے سے افاقہ معلوم ہوا کرتا ہے کبھی کبھی پیٹ میں گڑگڑاہٹ ہوتی ہے۔ یہ درد تین چار سال سے ہوتا ہے۔ آسان کم قیمت علاج مطلوب ہے۔ روشن علی مدرس خریدار ۱۰۴

(۴۸) مندرجہ ذیل ادویہ کے عام فہم نام مطلوب ہیں۔ یہ ادویہ صدری مجربات میں درج ہیں۔ انکو معہ انکے نمبر نسخہ اور جلد کے جس میں کہ وہ ہیں درج ذیل کرتا ہوں۔ زیرناں (نسخہ ۳۰۴ صدری مجربات جلد دوم) بیخ گرہم سرخ (نسخہ ۸۵ جلد سوم)

مور سنکھا بوٹی (نسخہ ۴۷ جلد سوم) گل قبرہ (نسخہ ۵۹ جلد سوم) آب کھٹکل (نسخہ ۹۸۹ جلد چہارم)

خریدار ۴۳۰

(۴۹) ماء الجبن بنانے کا طریقہ کیا ہے؟ اور اسکا فائدہ کیا ہے؟ اسکا موجد کون ہے؟ ان امور کے علاوہ یہ بھی تحریر فرمائیں کہ دوران ماء الجبن میں مقویات مثلاً دواء المسک وغیرہ استعمال کر سکتے ہیں، یا نہیں؟ ماسٹر فضل محمد خریدار ۴۷۵

(۵۰) مسی سیاہ کے نسخہ کی ضرورت ہے جو خوشبودار اور دانتوں کو صاف اور مضبوط کرنے والا ہو۔ نسخہ آسان ہو +

خریدار ۲۸۴

(۵۱) ایک مریض کو مقعد پر خارش ہے۔ اور شکم میں چرنے موجود ہیں۔ اگر کمیلہ وغیرہ کا جلاب دیا جاتا ہے تو چرنے کثرت سے خارج ہو جاتے ہیں اور پھر جب میٹھا کھایا ہے پھر پیدا ہو جاتے ہیں میرے خیال میں بواسیر کی علامت ہے۔ لیکن تا حال اس کے علاوہ کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی مستا وغیرہ ظاہر ہوا ہے مہربانی فرما کر اس کے علاج سے جلدی آگاہی بخشیں +

خریدار (۵۳۵)

(۵۲) چاندو گدھ کی ماہیت اور افعال خواص مطلوب ہیں۔ اسکو ایسر گدھ چندرروا۔ دھن وروا بھی کہتے ہیں + عبد الحفیظ مونگیر

(۵۳) روغن آملہ اور روغن بیضہ مرغ بنانے کی آسان ترکیب درکار ہے +

(۹۴)

(۵۴) مار گزیدہ کا مجرب نسخہ مطلوب ہے + نجابت حسین

(۵۵) کیا وجہ ہے کہ کشتہ سیماب (خام) سے کمی علامتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور خام سیماب براہ مبرز خارج ہو جاتا ہے۔ اور کوئی ضرر نہیں کرتا +

سید غوث محی الدین میلاپور

اجوبہ

(۴۴) **ضعف اعصاب**۔ مندرجہ ذیل آسان نسخے بناکر استعمال کرائیں انشاءاللہ مفید ثابت ہونگے۔

نسخہ۔ برادہ کچلہ مدبر سوا تولہ۔ سونٹھ۔ جاوتری۔ لونگ۔ فلفل سیاہ۔ زعفران ہر ایک تین ماشہ سب کو باریک پیس چھانکر ایک پہر آب ادرک میں کھرل کرکے ایک ایک رتی کی گولیاں بنائیں۔ صبح کے وقت پانچ تولہ حلوا کھاکر اوپر سے ایک گولی کھائیں اور پھر طبیعت چاہے تو تھوڑا دودھ پی سکتے ہیں۔

مقامی استعمال کے لیے یہ طلا استعمال کرائیں:۔

نسخہ طلا۔ سنکھیا سفید۔ برادہ کچلہ۔ خراطین۔ بیر بھوٹی۔ جائفل ہر ایک دو تولہ۔ لونگ۔ گھونگچی۔ تخم دھتورہ سیاہ۔ عاقرقرحا ہر ایک ایک تولہ۔ ہینگ ڈیڑھ تولہ بیج کنیر سفید۔ ہلکنگنی۔ افیون ہر ایک ۹ ماشہ۔ جاوتری چھ ماشہ۔ جملہ ادویہ کو باریک کوٹ چھان کر روغن چنبیلی ۵ تولہ ملاکر تھوڑی دیر کھرل کریں اس کے بعد بدستور روغن کشید کرکے بطریق معروف استعمال میں لائیں۔ (حکیم) نصیر احمد

(۴۵) اس سوال کا جواب دو طریقہ سے دیا جاسکتا ہے۔ اول از روے حکمت۔ حکمت کی رُو سے یہ بالکل ناممکن اور غلط ہے کہ ڈیڑھ گز لمبی واتن حلق سے مختلف اطراف میں اُتاری جاوے لیجئے اب دوسری طرز سے اسکا جواب سُنئے ایک مداری یا بازیگر تماشہ کرتا ہے۔ سینکڑوں آدمی اُس کے اردگرد دائرہ باندہ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تماشہ گر تماشبینوں میں سے ایک چھوٹے لڑکے کو بلاتا ہی اور اُسکو اپنے سامنے بٹھا دیتا ہے۔ چندہی منٹ میں وہ لڑکا چالیس پچاس گز کی اونچائی پر آسمان پر چڑھتا دکھائی دیتا ہے حتی کہ نظر سے غائب ہو جاتا ہے اور

پھر اُتر آتا ہے۔ تماشہ گر پھر کیا کرتا ہے کہ تھوڑی سی ریگ لیکر آم کی گٹھلی اُس میں دبا دیتا ہے۔ دو تین منٹ میں آم کا پودا اُگتا ہے اور بڑھتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ پھل لگتا ہے وہ پھل اُتار کر ناظرین کو دیتا ہے بلکہ کاٹ کر کھلا بھی دیتا ہے اور ناظرین آم کا ذائقہ بھی حاصل کرتے ہیں۔ دراصل پہلے تماشے میں نہ تو لڑکا آسمان پر گیا اور نہ واپس آیا اور دوسرے میں نہ پھل اُگا نہ پیڑ بنا نہ پھل لگے یہ صرف قوت ارادی کے کرشمے ہیں جو کہ وہ شخص جس نے کافی مشق کی ہوئی ہو کر سکتا ہے مگر اس کا اثر ایک محدود دائرے پر پڑتا ہے۔ لڑکا آسمان پر چڑھتا ہوا صرف اُن کو ہی نظر آتا تھا جو کہ تماشہ گر کی قوت ارادی کے دائرے کے اندر تھے۔ چالیس پچاس گز کے فاصلہ پر جو لوگ تھے اُنھیں ہرگز کچھ بھی دکھائی نہ دیتا تھا۔ ایسے موقع پر جبکہ لڑکا آسمان پر چڑھتا تھا۔ تصویر لی گئی تو کیمرہ میں سوائے اس کے کہ وہ لڑکا چُپ کرکے مداری کے سامنے بیٹھا ہے اور کچھ بھی نمودار نہ ہوا۔ اسی طرح آم کے درخت کی تصویر اُٹھائی گئی تو تصویر میں کہیں درخت نہ نکلا صرف مداری کو حالتِ جوگ میں بیٹھا ہوا پایا گیا۔ محنت کے ساتھ مشق کرنے سے قوتِ ارادی اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ انسان اپنی روحانی قوت سے دوسرے انسانوں پر ایسا اثر ڈالتا ہے جس سے اُن کو غیر ممکن چیز بھی ممکن نظر آتی ہے اسکو انگریزی میں انڈیوسڈ ای جنیشن (پیدا کیا ہوا خیال) کہتے ہیں +

ایک تماشہ میں جو کہ رات کے ۹ بجے شروع ہونا تھا اکڑ صاحب اا بجے سٹیج پر نمودار ہوئے۔ ناظرین کی جیب گھڑیوں میں گیارہ بجے تھے۔ اُنہوں نے شور مچایا کہ تم نے ہمارا وقت ضائع کیا اکڑ کہنے لگا جیب گھڑیاں دیکھو ۹ بجے ہیں سب حیران گھڑیوں میں ۹ بجے ہیں۔ باہر آکر دیکھا تو وہی اا بج چکنے کا وقت تھا

مگر اُسوقت اُس کی قوت ارادی کے کرشمے نے سب کی آنکھوں میں ۹ بجے کا وقت ہی دکھایا +

سو یہ پیسہ کمانے کے ہتکنڈے ہیں ولایت اور امریکہ میں قوت ارادی کو کئی ناقابل علاج بیماریوں کی شفا میں استعمال کیا جاتا ہے مگر افسوس کہ ہندوستان میں اسکو ہتکنڈے بازی سے زر لوٹنے کا ذریعہ سمجھا گیا ہے۔ دراصل جوگی صاحب نے نہ دانتن مُنہ میں ڈالی نہ سینے میں چبھودی نہ پھیپھڑے سے نکالی اُنھوں نے اپنے قوتِ ارادی کا آپ کو یہ کرشمہ دکھایا +

۱۹۱۹ء میں جنگ کے بعد میں ملک جرمنی تھا وہاں ایک لیڈی سے آشنائی ہوئی جو کہ قوتِ ارادی سے کئی بیماریوں کا علاج کرتی تھی چونکہ شروع سے ہی مجھے حکمت کے نئے طریقوں کا شوق تھا۔ تو اس لیڈی سے معلوم ہوا کہ اُس نے اُن بیماریوں کا علاج کیا ہے کہ جس کو حکماء نے ناقابلِ علاج سمجھ کر چھوڑ دیا تھا۔ قوت ارادی کے زور سے وہ بیمار کے دل میں اس امر کا کامل یقین بٹھا دیتی "کہ میں ہرگز بیمار نہیں ہوں" اور جس وقت اس قوت کا عمل بیمار پر کرتی تھی اُسوقت وہ اپنے آپ کو مکمل صحت میں چلتا پھرتا۔ کھاتا پیتا دیکھتا تھا۔ نتیجہ یہ کہ چند عمل کرنے کے بعد اُسکو پختہ یقین ہو جاتا تھا کہ وہ بیمار ہی نہیں اور بیماری کافور ہو چکی۔ یقین ایک ایسی چیز ہے کہ جو جسم کی تمام مشینری کی حرکات کو بدل دیتی ہے اور واقعی بیماری رفع ہو جاتی ہے۔ اگر ناظرین المسیح کو اس کی معلومات و معمولات کا شوق ہے تو یہی چند مضامین بجز بھی اس طریقہ علاج پر لکھ کر رسالہ المسیح کی خدمت میں بھیجدوں گا +

بشن داس چڈہ۔ از سری نگر ریاست کشمیر

(۲۶) ناظرین المسیح میں سے کسی صاحب کو سیاہ پتھر کی کھرل ملنے کا

پتہ معلوم ہو تو اطلاع دیں +

(۳۷) جونت سنبھلی کے پھول اور کف ابابیل کے فوائد اگر کسی صاحب کو معلوم ہوں تو درج المسیح فرمائیں +

(۳۸) سانپ کا زہر حاصل کرنے کا طریقہ۔ پھنیر سیاہ سانپ کے منہ کے اندر اوپر کے جبڑے میں ایک تھیلی ہوتی ہے۔ جس میں زہر بھرا رہتا ہے تھیلی کے قریب ہی ایک دانت ہوتا ہے۔ جو در اصل نیش مار ہے۔ یہ زہر صرف سانپ باز ماہر مداری نکال سکتے ہیں۔ وہ لوگ اس کے سر کو مضبوط پکڑ کر اس کے منہ میں نمک کی ڈلی دیدیتے ہیں۔ اور تھیلی کو چیر کر زہر نکال لیتے ہیں۔ اسی ترکیب سے میں نے دو دفعہ زہر نکلوایا ہے۔ اس سے زیادہ مجھے تجربہ نہیں +

(حکیم ڈاکٹر) عبد الحمید مبارک منزل لاہور

(۳۹) ایسے شخص کے لیے ورزش بہترین علاج ہے۔ اگر کوئی خاص ورزش نہ کر سکیں تو صرف صبح و شام پیدل ہوا خوری کریں۔ گھی دودھ اور شیرینی سے کچھ عرصہ کے لئے پرہیز رکھیں۔ مسہلات کا استعمال کریں۔ انکے علاوہ تمام تدابیر کریں۔ جو "سمن مفرط" کے علاج میں کی جاتی ہیں +

نایب مدیر

(۴۰) ناظرین میں سے کسی صاحب کو رواڑی بوٹی کا دوسرا نام معلوم ہو تو تحریر کریں +

(")

(۴۱) بچھناگ سیاہ اور سفید دو قسم کا ہوتا ہے۔ بچھناگ سیاہ کا دوسرا نام میٹھا تیلیہ ہے تخم کرنجوہ یا حرمل سے یہ مطلب ہے کہ ان دونوں چیزوں میں سے کوئی ایک چیز نسخہ میں ڈال سکتے ہیں +

درخت رواس کے درخت باغات میں عموماً خندق پر لگادیتے ہیں۔
اس کا تخم دانہ موٹھ کے برابر ہوتا ہے۔ جو کہ لمبی لمبی پھلیوں میں بھرے رہتے ہیں
یہ پھلیاں لوبیا کی پھلیوں سے مشابہ لیکن اس سے باریک ہوتی ہیں۔ اسی کو
درخت اگست کہتے ہیں تخم جنتر کو تخم دھنتر بھی کہتے ہیں۔ یہ ویدک دواخانوں
سے مل سکتا ہے ✦

(حکیم) عبدالواحد

(۴۳) کسی صاحب کو حلوائے زردچوب اور مربائے تر ہندی کی ترکیب
معلوم ہو تو تحریر فرمائیں ✦

نایب مدیر

(۴۳) مرض ہنس۔ آپ حب ایارج سے مریض کے دماغ کا تنقیہ کیجئے
اس کے بعد روزانہ پانی میں پھٹکری جوش دیکر اس سے ناک میں پچکاری دیجئے
اور صبح وشام یہ ناس استعمال کرائیے ✦

نسخہ ناس۔ نیم کی کونپل سایہ میں خشک کی ہوئیں ایک تولہ۔ نوشادر
تین ماشہ۔ دونوں کو پیسکر رکھیں اور استعمال میں لائیں ✦

(حکیم) نصیر احمد

(۴۴) درد دھوڑ سے اگر آپ کی مراد درد دانت ہے تو اس کے لیے
یہ ڈاکٹری نسخہ نہایت مفید ہے۔ ۹۰ فی صدی آرام دیتا ہے ✦

نسخہ۔ کوکین ہائیڈروکلورائیڈ ایک حصہ۔ کلورل ہائیڈریٹ ۵ حصہ۔
کیمفرہ حصہ۔ تینوں کو ملاکر قدرے گرم کرنے سے ایک سیال تیار ہو جاتا ہے ماؤف
دانت یا داڑھ پر لگانے سے فوراً تسکین بخشتا ہے ✦

(۴۵) مفردات کی مشہور و معروف کتاب محیط اعظم میں "سروالا" کے نام
سے بیان کیا گیا ہے کہ یہ ایک قسم کے پیچیدہ خار ہوتے ہیں۔ جو کہ ملک مالوہ میں پائے
جاتے ہیں۔ ان کے تخم وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ صرف اس کے فوائد میں یہ

لکھا ہے۔ کہ ان خاروں کا سفوف شکر سفید کے ہمراہ حابس حیض ہے +

البتہ تخم سروالی مشہور تخم ہیں (ممکن ہے انھیں کو بعض جگہ تخم سروالہ یا سروالو کہتے ہوں) جو کہ سیاہ رنگ کے چمکدار نہایت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور عموماً جریان و سوزاک کے نسخوں میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ ان کے متعلق خاصہ مانع حمل کسی کتاب میں نظر سے نہیں گذرا۔ علاوہ اس کے تخم اس قدر چھوٹے ہوتے ہیں۔ کہ ایک تخم کے کھلانے سے سال بھر تک قرار حمل نہ ہو معجزہ سے کم نہیں۔ قطع نظر اس کے یہ بات بالکل وہم و خیال معلوم ہوتی ہے کہ کسی ایسی دوا کا وجود ہے جس کے کھلانے سے ایک عرصہ تک یا ہمیشہ کے لیے قرار حمل کی استعداد ہی نہیں رہتی۔ ہاتھی کی لید کے خواص بھی یہی بیان کیے جاتے ہیں۔ لیکن ایک شخص کے تجربہ کرنے پر یہ غلط ثابت ہوا۔ اگر کسی صاحب کو اس کے متعلق معلوم ہو تو تحریر فرمائیں +

عبدالواحد

جلسہ اسناد

۲۵ر فروری کو طبیہ کالج کا جلسہ تقسیم اسناد بصدارت ہز ہائینس والی رام پور نہایت شان و شوکت سے ہوا۔ نواب صاحب نے بیس ہزار روپیہ کی گرانقدر رقم کالج کو مرحمت فرمائی اور پانچ ہزار روپیہ جناب نواب مزمل اللہ خانصاحب رئیس بھیکم پور نے عنایت کیا۔ مفصل حالات آئندہ المسیح میں درج کیے جائیں گے +

اس میں تقریباً پچیس ہزار الفاظ لغت کی ترتیب پر ردیف وار لکھے گئے ہیں قیمت ؁ مجلد ؁ ہر دو لغات یکجا ؁

(۸) **دھلی کا مطب** (بیاض کبیر حصہ اول) اس میں دہلی کا مایہ ناز مطب اور دستور العلاج صحیح ہے جسکی تجسس اور تلاش ہر ایک طبیب کو تھی۔ اس مطب میں سر سے پاؤں تک تمام امراض کے وہ اصول علاج اور مجرب وصدری نسخہ جات ظاہر کیے گئے ہیں جو ابتک اکثر راز سربستہ سمجھے جاتے تھے۔ قیمت ؁ مجلد ؁

(۹) **دہلی کے مرکبات** (بیاض کبیر حصہ دوم) اس میں وہ بے بہا اور مجرب مرکبات درج ہیں۔ جو دہلی کے لیے ہر طرح مایۂ صد ناز و افتخار ہیں۔ اسلیئے اگر آپ کو دہلی کے صحیح مرکبات ان کے اصلی اور مجرب نسخہ جات اور ان کی باقاعدہ دواسازی کی تلاش و جستجو ہے تو شاید آپ اپنے مقصد کو اس کتاب کے اندر ضرور پائیں گے۔ قیمت ؁ مجلد ؁ علاوہ محصول ڈاک۔

(۱۰) **دہلی کی دواسازی** (بیاض کبیر حصہ سوم) جس میں دہلی کے اصول کے مطابق یونانی دواسازی کے تمام ضروری ہدایات اور مشکل اصطلاحات اردو زبان میں لکھے گئے ہیں۔ اس میں شربت معاجین۔ خمیرہ جات۔ جواہر۔ عرق۔ لعوق۔ اطریفل غرض ہر قسم کی مرکب ادویہ تیار کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں قیمت ۱۲ مجلد ؁ تینوں حصے یکجا مجلد ؁ محصول ڈاک علاوہ

(۱۱) **مجموعۂ کبیر** یا قانون نسل اس کتاب میں صرف جریان۔ ضعف باہ۔ سرعت انزال وغیرہ کے صدہا صدری اور مجرب نسخہ جات کھلے دل سے بلا کم و کاست لکھے گئے ہیں۔ کہ معمولی اردو داں بھی اسے پڑھکر اپنے مرض کی تشخیص کرسکتا ہے اور اپنے لیے باقاعدہ صحیح اور مناسب مزاج نسخہ تجویز کرکے استعمال میں لاسکتا ہے۔ قیمت ؁ مجلد ؁ محصول ڈاک علاوہ۔

(۱۲) ترجمہ کامل الصناعہ (حصہ تشریح عظام) ؁ (۱۳) رسالہ مسماع الصدر واسطے نفس کو پک طریقہ استعمال ؁

(۱۴) رسالہ مقیاس الحرارت (تھرمامیٹر کا طریقہ استعمال) ؁ (۱۵) رسالہ اسماء الامراض و اوزان طبی ؁

(۱۶) **تشریحی تصاویر جدید و رنگین**۔ یہ یونانی طب کا شاندار اضافہ ہے۔ اس کے دو حصے ہیں حصہ اول میں عظام۔ رباطات۔ عضلات کی تصویریں۔ اور حصہ دوم میں شرائین۔ اوردہ۔ اعصاب۔ سر سے پاؤں تک تمام احشاء کی بہت سی رنگین تصویریں ہیں۔ حصہ اول ؁ حصہ دوم ؁۔

(۱۷) **تصاویر احشاء** (تشریحی تصاویر قدیم و خرد) اس میں صرف احشاء کی تقریباً ستر تصویریں ہیں ؁

(۱۸) **مجربات قطن** (از حکیم مولوی ابوالحسن صاحب قطن) اس میں مفید و مختصر چٹکلے اور اچھے نسخے ہیں۔ جو نظم میں جمع کیے گئے ہیں۔

پتہ:۔ ناظم دار الکتب المسیح قرول باغ دھلی

رعایت خاص برائے سنہ ۱۹۲۳ء

ستمبر ۲۲ء سے اگست ۲۳ء تک کے لئے ہم ایک خاص رعایت کا اعلان کرتے ہیں جس پر اس سال بھر عمل کریگے. کہ جو حضرات اس سال المسیح کے خریدار بنیں گے. اگر وہ سال بھر مطالعہ کرنے کے بعد چاہیں تو سارے پرچے (۱۲ عدد) دفتر کو واپس کرکے دو روپیہ لے سکتے ہیں. اس صورت میں المسیح کے مطالعہ کی قیمت صرف ۱۲ آنہ ہوگی. یہ ایک بہترین رعایت ہے. جس سے عام نادار طلباء وغیرہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

قواعد و ضوابط المسیح

(۱) المسیح ہر ماہ انگریزی کے پہلے ہفتہ میں شائع ہو جاتا ہے. اور نہایت احتیاط کے ساتھ تمام حضرات کے پتے لکھکر روانہ کیا جاتا ہے. اگر ڈاک خانہ کی غلطی یا دفتر کی چوک سے خریداروں کے پاس رسالہ نہ پہونچے. تو پندرہ تاریخ تک دفتر المسیح میں اطلاع دیکر دوبارہ رسالہ بلا قیمت طلب کر سکتے ہیں. اس کے بعد اگر کوئی شکایت سنی گئی تو دفتر کے ذمہ اس کی تعمیل بلا قیمت رسالہ بھر ضروری نہ ہوگی۔

(۲) جو حضرات المسیح کے معاون بن چکے ہیں. وہ جب اسے بند کرنا چاہیں تو ایک اطلاعی کارڈ دفتر میں روانہ کردیں. ورنہ دفتر ان کے نام وی پی روانہ کرے گا. اور اس حرج و خرچ کے ذمہ دار ہونگے۔

(۳) عارضی طور پر تبدیل پتہ کے لئے مقامی ڈاک خانہ کو اطلاع کر دینی چاہئے اگر ہمیشہ کے لئے یا کم از کم چھ ماہ کے لئے پتہ تبدیل کرنا مقصود ہو تو دفتر المسیح کو اطلاع دے سکتے ہیں۔

(۴) خط و کتابت میں چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں. جو ہر ماہ المسیح کے چٹ پر رجسٹرڈ نمبر کے نیچے نام کے ساتھ قلمی لکھا ہوا رہتا ہے. ورنہ تعمیل میں تاخیر کا زیادہ احتمال ہے۔

(۵) جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

ناظم دفتر المسیح قرول باغ دہلی